ضمیر کے سوداگر

تحریر: محمد نجم مصطفائی

ناشر

مکتبہ تحقیقات اسلامیہ حنفیہ

Marfat.com

ضمیر کے سوداگر

تحریر: محمد نجم مصطفائی

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

ناشر: مکتبہ تحقیقاتِ اسلامیہ حنفیہ

نزدوال روڈ گلشن کالونی بالمقابل بڑا قبرستان فیصل آباد پنجاب 'پاکستان-

najam @ sunni.net

رجسٹرڈ/کتاب پارسل

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

DR. MUHAMMAD ABU-BAKAR SIDDIQUE

FAZIL DARS-E-NIZAMI (T.A.P)

M.A. Islamic Culture,

B-Th (A.I.I.S) D.H.M.S R.M.P

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد

الحمدللہ اس کتاب "ضمیر کے سوداگر" کا مطالعہ کیا' روحانی مسرت ہوئی کیونکہ ایک عرصے سے اس قسم کی کتاب کی ضرورت تھی کہ جس کا انداز سادہ اور آسان ہو تاکہ ایک عام پڑھنے والا قاری جو عربی سے ناواقف ہو وہ بھی استفادہ کرسکے۔ اس کتاب میں محترم المقام محمد نجم مصطفائی صاحب نے انتہائی غیرجانبدارانہ انداز میں توحید اور شرک کی حقیقت سمجھائی ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر قاری کے ذہن میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہے گا۔ اگرچہ مسلمانوں کے عقائد انتہائی سچے اور سادہ ہوتے ہیں جنہیں سمجھنے کے لئے کسی قسم کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اسلام دشمن عناصر ہمیشہ سے اس بات کے خواہاں رہے ہیں کہ مسلمانوں کو کسی طرح گمراہ کرکے فرقوں میں تقسیم کردیا جائے انہیں اس صراط مستقیم سے ہٹادیا جائے کہ جس کے بارے میں حضور سرور کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا ماانا علیہ اصحابی یعنی راہ حق وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین ہیں۔ دشمنان اسلام نے ان ذلیل مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے قرآن کریم میں تحریف لفظی کی

Marfat.com

کوششیں کیں مگر ناکام رہے کیونکہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔
جب ان لوگوں کی کوششیں اس سلسلے میں کارگر نہ ہوسکیں تو ان لوگوں نے مسلمانوں ہی میں سے چند دینی شخصیات کو خرید کر قرآن پاک کی کئی آیتوں کے غلط تراجم اور من مانی تفاسیر کروائیں اور اس کے ساتھ ساتھ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شروحات بھی لکھوائیں تاکہ ان کا اصل چہرہ بے نقاب نہ ہوجائے جبکہ دوسری جانب فقہ اسلامی کے مسلہ مسائل پر بے جا تنقیدیں کروائیں تاکہ کم علم لوگ اس کو پڑھ کر بے لگام ہوجائیں اور ان لوگوں کے حوالے سے اپنی خواہشات کے مطابق دین کی تشریحات کریں۔ مسلمانوں کی ایک تعداد ان لوگوں کے ظاہری بھیس یعنی جبہ و دستار کو دیکھ کر دھوکا کھاگئی اور بزرگوں کے حضور چرب زبان اور دین فروش لوگوں کی اطاعت میں لگ گئی۔ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اس طرح مسلمانوں سے ہٹ کر جو لوگ گمراہ ہوکر علیحدہ ہوتے جاتے ہیں پھر وہ مسلمانوں کو نہ صرف تنگ نظر و متعصب گردانتے ہیں بلکہ کفر و شرک کے الزام بھی لگاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر ایک سادہ لوح مسلمان پریشانی کا شکار ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی سادہ ذہان کے مالک مسلمان بھائیوں کے لئے محترم المقام محمد نجم مصطفائی صاحب کی تحریر "ضمیر کے سوداگر" بہترین ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ایک غیر جانب دار قاری اس میں تحقیق بھی پائے گا اور تسکین بھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو برے عقائد اور بدمذہبوں کی صحبت سے محفوظ فرمائے اور اپنے پیاروں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔ (آمین)

۱۰.۴.۹۷

ڈاکٹر محمد ابوبکر صدیقی

Marfat.com

تقریظ

عبدالمصطفٰی محمد عبدالواحد مدنی بن محمد بن احمد القادری المدنی سابق نائب مدیر اعلیٰ من بلدیتہ الحرم سعودی عربیہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فدعوا الی سبیل ربک بالحکمتہ والموعظتہ الحسنتہ ای ادعوا الناس من المسلمین صراط ربک بالحکمتہ مع الاخلاق والخلوص والمحبتہ ورغبتہ وحلو السان والبیان من..............

ترجمہ : مجھ ناچیز نے حضور سرورِ کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس کتاب کو سطر بہ سطر مع حوالہ اچھی طرح دیکھا۔ محمد نجم مصطفائی صاحب نے اس کتاب میں اصنام پرستی کا خوب اچھی طرح سے رد فرمایا اور قوی دلائل سے تردید بحوالہ رقم فرمائی اور مسئلہ استمداد پر واضح کتب معتبرہ سے عبارات مستند مع کتب نقل فرمائیں۔ بالخصوص ان کی محنت اور کوشش کی تحسین دی جاتی ہے۔ موصوف نے گمشدگانِ راہ کے لئے بہترین رہنمائی فرمائی ہے۔ اس کتاب کو بعد از مطالعہ باذن تعالیٰ خود بخود انسان میں شعور محبت و حقیقت پیدا ہوجاتا ہے اور جذبہ ایمانی کی حرارت پیدا ہوجاتی ہے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ موصوف محمد نجم مصطفائی کے علم و فضل میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

شیخ محمد عبدالواحد مدنی نقشبندی القادری

Marfat.com

"انتساب"

مسلمانوں کے لئے یہ بات باعث تشویش ہے کہ ملت اسلامیہ گزشتہ چند صدیوں سے اسلامی عقائد و نظریات کے معاملے میں اختلاف و افتراق کا شکار ہے۔ جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام دشمن عناصر' اسلام کے عالمگیر پیغام کے مد مقابل آ کھڑے ہوئے ہیں اور اپنے باطل عقائد کی تبلیغ سے مسلمانوں کے بنیادی عقائد پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور خدمت اسلام کی آڑ لے کر اسلام کی اصل روح کے منافی کتابیں اور دیگر لٹریچر شائع کر کے امت مسلمہ کی یکجہتی کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔

میں اپنی اس کتاب کا ثواب دنیا بھر کے ان مسلمانوں کو روز محشر تک کے لئے وقف کرتا ہوں جو اس کتاب کا مطالعہ کر کے اس حقیقت کو جاننا چاہیں گے کہ

☆ تبلیغ کے نام پر فریب دینے والے کون ہیں؟

☆ اسلام کے پردے میں اسلامی عقائد پر حملہ کرنے والے اور اپنے خود ساختہ عقائد و افکار کے ذریعہ قرآن و حدیث کا انکار کرنے والے کون ہیں۔

نوٹ : میں اس کتاب کا ثواب محترم حافظ امین الدین (لاہور) کی نذر کرتا ہوں کہ جن کے فرزند ارجمند کی کاوشوں سے یہ کتاب آپ تک پہنچی۔ محمد نجم مصطفائی۔

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

ناشر : مکتبہ تحقیقاتِ اسلامیہ حنفیہ

نیٔوالا روڈ گلشن کالونی بالمقابل بڑا قبرستان فیصل آباد' پنجاب۔ پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریباً" چار ہزار سال پہلے ملک بابل نینوا پر ایک بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا۔ جس کا نام نمرود بن کنعان تھا۔ یہ بادشاہ انتہائی ظالم و جابر تھا۔ اس ملک کے سارے لوگ بت پرست تھے اور نمرود ان سب کا سرپرست اعلیٰ تھا وہ لوگوں سے زبردستی اپنی پوجا بھی کرایا کرتا تھا۔ اس کے عالیشان دربار میں بڑے بڑے نجومی اور کاہن بکثرت موجود رہا کرتے تھے۔

ایک دن بادشاہ نے خواب دیکھا کہ ایک ایسا ستارہ نمودار ہوا جس کی روشنی میں چاند ' سورج اور دیگر ستارے بے نور ہوگئے' بادشاہ نے نجومیوں سے خواب کی تعبیر پوچھی ' انہوں نے بتایا کہ اے بادشاہ تیری سلطنت میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیری بادشاہت کو ختم کرکے رکھ دے گا۔ یہ تعبیر سنتے ہی نمرود پریشان ہوگیا اور ملک کے طول و عرض میں یہ اعلان عام کردیا کہ جو بچہ پیدا ہو اسے فوراً" قتل کردیا جائے۔ نمرود کے بے رحم سپاہی ملک کے کونے کونے میں پھیل گئے اور جو بچہ بھی پیدا ہوتا اسے قتل کردیا جاتا۔ اس طرح ہزاروں بچے موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ مگر تقدیر کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے۔ انہی دنوں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ نے بادشاہ کے خوف سے انہیں شہر سے دور پہاڑوں کی غار میں چھپادیا۔

علماء دین فرماتے ہیں کہ سات برس کی عمر تک بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ سولہ سال کی عمر تک آپ اسی غار میں پرورش پاتے رہے۔ جب آپ اپنی قوم میں آئے تو لوگوں کو بت پرستی کرتے پایا۔ ہر طرف نمرود اور بت پرستی کا زور تھا۔ نمرود بادشاہ نے اپنی قوم کے رزق کے جملہ وسائل اپنے ہاتھ میں لے رکھے تھے۔ ہر کوئی رزق کی بھیک مانگنے نمرود کے دربار میں حاضر ہوتا جو اس سے رزق کی بھیک مانگتا تو پہلے وہ اس سے اپنی خدائی کا اقرار کراتا تب اس کو پیٹ بھرنے کے لئے رزق دیا جاتا۔

Marfat.com

علامہ ابن جریر طبری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دنیا میں پہلا جابر نمرود تھا۔ لوگ اس کے پاس حاضر ہوتے وہ ان کے کاسہ گدائی میں کچھ ڈال دیتا۔ ایک روز ایسے ہی لوگوں کے ہمراہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی تشریف لے آئے جو ابھی نوجوان تھے۔ جب روزی کے طلبگار جھولیاں پھیلائے اس کے سامنے حاضر ہوئے تو نمرود پوچھتا

من ربکم

تمہارا پروردگار کون ہے۔

قالوانت

تو وہ کہتے کہ تو

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باری آئی تو اس نے آپ سے بھی یہی سوال کیا۔

من ربکم

آپ نے جواب دیا

ربی الذی یحی ویمیت

میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود نے کہا یہ تو میں بھی کرسکتا ہوں جس کو میں چاہتا ہوں زندہ چھوڑ دیتا ہوں جس کو چاہوں موت کی نیند سلادیتا ہوں چنانچہ اس نے جیل خانے سے دو قیدیوں کو بلوایا۔ ایک قیدی کو پھانسی کی سزا کا اعلان ہوچکا تھا جب کہ دوسرے کی رہائی کا اعلان ہوچکا تھا۔ جس قیدی کو پھانسی لگنے والی تھی نمرود نے اس قیدی کو رہا کردیا اور اس کی جان بخشی کی اور جس قیدی کو رہائی ملنے والی تھی اسے قتل کروادیا اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کہنے لگا اے ابراہیم دیکھ لو جس قیدی کو پھانسی کے ذریعہ مرنا تھا میں نے اس کو زندہ کردیا اور جسے رہا ہو کر زندہ رہنا تھا میں نے اسے مار ڈالا اگر تیرا رب کسی کو زندگی موت دے سکتا ہے تو یہ کام میں بھی کرسکتا ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

Marfat.com

فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب۔
میرا رب سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تو اسے مغرب کی طرف سے طلوع کر۔

یہ سن کر نمرود مبہوت ہو کر رہ گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خالی ہاتھ لوٹا دیا' جب آپ گھر کی جانب چل دیئے تو آپ کا گزر مٹی کے ایک ڈھیر کے پاس سے ہوا آپ نے اپنی چادر میں کچھ مٹی باندھ لی تاکہ چادر میں کچھ بندھا ہوا دیکھ کر گھر والوں کو اطمینان ہو جائے۔ آپ نے گٹھڑی گھر میں رکھ دی اور سو گئے۔ آپ کے گھر والوں نے جب اسے کھولا تو شانِ قدرت دیکھئے کہ اس میں مٹی نہیں بلکہ اعلیٰ قسم کی گندم تھی۔ اسے پیس کر روٹی پکائی گئی۔ جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کی خدمت میں روٹی پیش کی گئی۔ آپ اسے دیکھ کر اپنے رب کی قدرت اور اس کی عنایت پر اس کا شکر ادا کرنے لگے۔

ایک بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سمندر کے کنارے ایک مردار پڑا ہوا دیکھا۔ جب سمندر کا پانی اوپر چڑھ کر آتا تو مچھلیاں اس مردار کا گوشت نوچتیں اور جب پانی نیچے اترتا تو اسے درندے کھاتے اور چیل کوے وغیرہ اسے نوچتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی مولیٰ تو ان مختلف جانوروں کے پیٹ سے اسے کس طرح نکال کر زندہ فرمائے گا یہ بکھرے ہوئے جسم کے اجزاء کس طرح جمع ہوں گے۔ کیونکہ جب آپ کا مناظرہ نمرود سے ہوا تھا تو اس وقت نمرود نے قتل کو موت دینا اور رہائی کو زندہ کرنا سمجھا تھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا تھا میرا رب مرے ہوئے کو زندہ فرماتا ہے تو نمرود نے کہا تھا کہ کیا تم نے کبھی اپنی آنکھوں سے مردے کو زندہ ہوتے دیکھا ہے' چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی' جسے قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

واذقال ابراھم رب ارنی کیف تحی الموتٰی قال اولم تومن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعت من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علیٰ کل جبل منھن جزء اثم ادعھن یاتینک سعیا (سورہ

Marfat.com

بقرہ ۲۶۰)

ترجمہ : اور جب عرض کی ابراہیم نے اے میرے رب مجھے دکھادے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا' کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے تو فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر ایک ساتھ ملا پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا' وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑے۔

قرآن مجید کے اس فرمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک خواہش کا ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے پروردگار تو مجھ پر ظاہر فرما کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اے ابراہیم تم چار پرندوں کو پالو پھر انہیں ذبح کرکے قیمہ بنالو اور گردونواح کے پہاڑوں پر تھوڑا تھوڑا رکھ دو۔ پھر ان پرندوں کو پکارو تو پھر وہ پرندے دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آجائیں گے اور تم مردوں کو زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرغ ایک کبوتر ایک گدھ اور ایک مور کو پالنا شروع کردیا۔ ایک مدت تک ان چاروں پرندوں کو خوب کھلایا پلایا۔ آخر ان کو ذبح کرڈالا' ان کے سروں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا باقی دھڑ کا قیمہ اطراف کے پہاڑوں پر رکھ دیا اور دور کھڑے ہو کر ایک ایک پرندے کو پکارنا شروع کردیا پہلے مرغ کو پکارا۔

یاایھاالدیک (اے مرغ) پھر کبوتر کو پکارا

یاایھالحمامتہ (اے کبوتر) پھر گدھ کو پکارا

یاایھالنسر (اے گدھ) آخر میں مور کو پکارا

یایھالطائوس (اے مور)

آپ کی پکار سن کر پہاڑوں سے قیمہ اڑنا شروع ہوجاتا ہے اور ہر پرندہ کا قیمہ اپنے اپنے سروں سے جا ملتا ہے۔ اس طرح چاروں پرندے زندہ ہو کر دانہ چگنے لگے۔ حضرت

Marfat.com

ابراہیم نے اپنی آنکھوں سے مردوں کو زندہ ہونے کا منظر دیکھ لیا۔

(ملاحظہ کیجئے جمل جلد اول صفحہ ۲۱۷ بیضاوی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ بت پرستی کے سخت مخالف تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا اعلیٰ ظرف عطا فرمایا کہ جس نے گم کردہ راہ اہل وطن کے جھوٹے خداؤں کا طلسم توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ آپ نے اپنی قوم کے ان بت پرستوں سے فرمایا یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے آگے تم جھکتے ہو یہ تو عبادت کے لائق نہیں۔ بت پرست کہنے لگے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا۔

بے شک تم اور تمہارے باپ دادا سب کھلی گمراہی میں ہیں' پھر آپ نے اس بات کا عہد کرتے ہوئے فرمایا۔

میں تمہارے بتوں سے ضرور برا سلوک کروں گا

ایک دن کی بات ہے کہ تمام بت پرست سالانہ قومی میلہ دیکھنے شہر سے باہر چلے گئے اس دن انہوں نے بڑے بت خانے کو بڑی شان کے ساتھ سجایا تھا اور چھوٹے بڑے تمام بتوں کے سامنے تازہ اور لذیز مٹھائیوں کے تھال بھر کر رکھ دیئے۔ ساری قوم قومی میلہ دیکھنے شہر سے باہر جاچکی تھی بت خانہ پجاریوں سے خالی ہوچکا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو موقع مل گیا اور توحید الٰہی کے سب سے بڑے علمبردار حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر قسم کے خوف و ہراس کی پرواہ کئے بغیر اور اپنے پروردگار کی تائید و حمایت پر بھروسہ کرتے ہوئے اور بتوں کی جھوٹی خدائی کا جنازہ نکالنے اور ان پر ضرب کاری لگانے کے لئے ایک وزنی کلہاڑا ہاتھ میں لئے بت خانہ میں پہنچ گئے' وہاں چھوٹے بڑے بہت سے بت تھے۔ جن کے سامنے مٹھائیوں کے تھال سجے ہوئے رکھے تھے۔ بتوں کو دیکھتے ہی توحید الٰہی کے جذبے سے آپ جلال میں آگئے اور بتوں کو توڑنا شروع کردیا۔ کسی کی ناک توڑ دی تو کسی کے کان توڑ دیئے' کسی کی آنکھیں پھوڑ دیں تو کسی کے ہاتھ پاؤں توڑ پھوڑ کر رکھ دیئے' مگر سب سے بڑے بت کو صحیح سلامت رکھا اور اسے ہاتھ تک نہ

Marfat.com

لگایا۔ بلکہ تمام بتوں کے مٹھائیوں سے سجے ہوئے تھال اس بڑے بت کے سامنے رکھ دیئے اور کلہاڑا اس کے کندھے پر رکھ دیا اور خود بت خانے سے باہر تشریف لے آئے۔

دوسرے دن جب بت پرست پوجا پاٹ کرنے کی غرض سے بت خانے میں داخل ہوئے تو اپنے بتوں کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر آگ بگولہ ہو گئے۔ ان کا بگڑا ہوا حلیہ دیکھ کر بت پرستوں میں کہرام بپا ہو گیا۔ ہر طرف یہی شور تھا کہ یہ حرکت کس نے کی۔ یہ خبر نمرود بادشاہ تک جا پہنچی اس نے اس کی تحقیق کا سرکاری حکم جاری کر دیا۔

آخر کار کسی نے بتایا کہ ہم نے ابراہیم نام کے ایک نوجوان کو بتوں کو برا کہتے سنا ہے۔ نمرود نے حکم جاری کیا کہ انہیں پکڑ لاؤ۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کے دربار میں پیش کر دیا گیا قرآن مجید میں اس کا ذکر اس طرح ہوا۔ نمرود بولا

قالو آءانت فعلت هذا بالهتنا یا ابراهیم (سورہ انبیاء ۶۲)

کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم' آپ نے جواب ارشاد فرمایا۔

اے عقل کے اندھو! مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیا تم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے کہ ساری مٹھائیوں کے تھال اس بڑے بت نے چھوٹے بتوں کے سامنے سے اٹھا کر اپنے قبضے میں کر لئے ہیں اور کلہاڑا بھی اس کے کندھے پر موجود ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ان کی یہ درگت اس بڑے بت نے بنائی ہو گی' مجھ سے کیا پوچھتے ہو جاؤ اس بڑے بت سے پوچھو' اس حقیقت کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

قال بل فعله کبیر هم هذا فسئلو هم ان کانو ینطقون (سورہ انبیاء ۶۳)

ترجمہ : بلکہ ان کے بڑے نے کیا ہو گا تو ان سے پوچھو اگر بولتے ہوں۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس ارشاد میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ جو خود اپنی حفاظت نہ کر سکیں جو بول نہ سکیں وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں۔

بت پرست بولے

لقد علمت ما هوء لاء ینطقون (سورہ انبیاء ۶۵)

Marfat.com

ترجمہ : تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں ہیں۔

یہ سنتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام جلال میں آگئے اور نمرود اور اہل کفار و مشرکین کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا۔

افتعبدون من دون اللہ مالا ینفعکم شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون (سورہ انبیاء ۶۷)

ترجمہ : کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے۔ تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرمان کو سن کر نمرود کے سیاسی مفاد پر ایسی ضرب کاری لگی کہ اس کا تخت شاہی ڈولنے لگا۔ پوری قوم طیش میں آگئی ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور چلا چلا کر کہنے لگے۔

اے لوگو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلادو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو' نمرود نے اپنے آمرانہ اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے آتش کدہ بھڑکانے کا حکم دیا۔ شاہی حکم کی فورا" تعمیل کی گئی۔ آپ کو آگ میں جلانے کے لئے ایک بہت بڑا آتش کدہ تیار کیا گیا اور اس میں آگ بھڑکادی گئی۔ آگ کے شعلے آسمان کو چھونے لگے کوئی پرندہ اوپر سے گزر نہیں سکتا تھا۔ تقریبا" ایک مہینے تک یہ آگ بھڑکتی رہی آپ کو منجنیق میں باندھ کر آتش کدہ میں پھینکنے کے منصوبے کو آخری شکل دی جانے لگی۔ پورا شہر اس ہولناک منظر کو دیکھنے کے لئے آتش کدہ کے اطراف جمع ہونے لگا۔

اس سے پہلے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتے ہوئے شعلوں میں پھینکا جاتا زمین و آسمان کے تمام فرشتے کانپ اٹھے۔ عالم بالا میں شور بپا ہوگیا' فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے پروردگار یہ مشرکین تیرے خلیل کو آگ میں ڈال رہے ہیں ان کے سوا کون ہے جو اس وقت اہل زمین پر تیری عبادت کرتا ہو۔ کیا توحید کا یہ چراغ بھی گل ہوجائے گا اے پروردگار تو ہمیں اجازت دے کہ ہم ان کی مدد کریں۔

Marfat.com

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا۔

اے فرشتو! وہ میرا خلیل ہے اس کے سوا میرا کوئی خلیل نہیں۔ اگر وہ تم سے مدد طلب کریں تو ضرور ان کی مدد کرو اور اگر وہ میرے سوا تم سے مدد نہ چاہے تو میرے اور میرے خلیل کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ حکم الٰہی سن کر پانی کا فرشتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا اگر آپ کہیں تو میں پانی برسا کر اس آگ کو بجھادوں' آپ نے فرمایا مجھے آپ کی مدد کی ضرورت نہیں' پھر ہوا کا فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا اگر آپ حکم دیں تو میں آندھی کے ذریعے اس آگ کو منتشر کردوں' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا مجھے تم سے بھی کوئی حاجت نہیں' میرا رب میرے لئے کافی ہے' پھر اللہ تعالٰی کے اذن سے حضرت جرائیل علیہ السلام بھی حاضر ہوئے اور اپنی خدمات پیش کیں'

هل لك حاجة؟ کوئی خدمت کی ضرورت ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑی بے نیازی سے جواب ارشاد فرمایا۔

مجھے تیری امداد کی ضرورت نہیں۔ حضرت جرائیل علیہ السلام عرض کرنے لگے اے ابراہیم اپنے رب سے دعا ہی مانگ لو آپ نے ارشاد فرمایا اپنے جسم کے لئے اتنی بلند و بالا ہستی سے یہ معمولی سا سوال کروں۔ جب وہ میرے حالات جانتا ہے تو سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

آخر کار وہ وقت بھی آ پہنچا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جسم مبارک سے کپڑے تک اتروالئے اور آپ کو برہنہ جسم منجنیق کے ذریعے بھڑکتی ہوئی آگ کے بلند ترین شعلوں میں پھینک دیا گیا۔ اس سے پہلے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کی لپیٹ میں آتے رحمت الٰہی جوش میں آئی حکم الٰہی ہوا۔

ینار کونی بردا و سلاما علٰی ابراهیم

ترجمہ : اے آگ ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا۔

حکم الٰہی سنتے ہی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے باغ و بہار بن گئی۔ پورا

Marfat.com

آتش کدہ آپ کے لئے سلامتی کا گھر بن گیا۔ بھسم کردینے والے شعلے نسیم بہاراں میں تبدیل ہو چکے تھے۔

(ملاحظہ کیجئے نزہتہ المجالس جلد دوئم صفحہ ۲۰۴ صاوی جلد سوئم صفحہ ۲۸ تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۴۸)

اس عظیم الشان واقعہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حقانیت کا سورج مکمل طور پر طلوع ہو چکا تھا۔ اگر نمرود میں ذرا بھی غیرت انسانی ہوتی تو وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیتا اور اللہ تعالیٰ کا پرستار اور فلاح دارین کا حق دار بن جاتا۔ مگر برا ہو اس کے کفر و طغیان کا کہ سرکشی اور نافرمانی کا طاغوت اس کے دل و دماغ پر ایسا مسلط ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا باغی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سخت ترین دشمن بن گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اذیتیں پہنچانے لگا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس جابر و قاہر حکمران نمرود کو ایک حقیر مچھر کے ذریعے ہلاک کردیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک مچھر نمرود کی ناک میں گھس گیا اور اس کی کھوپڑی کے اندر بھیجے پر حملہ آور ہوا اور اس طرح وہ غضب الٰہی کا شکار ہوکر تڑپ تڑپ کر واصل جنہم ہوا۔ اسی دوران حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شادی حضرت سارہ بنت ہارون سے ہوئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والے افراد پر جب نمرود کی مملکت میں زندگی کے دن گزارنا اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہنا دشوار ہوگیا تو آپ اپنے وطن بابل نینوا کو چھوڑ کر راہ خدا میں سفر ہجرت پر روانہ ہوگئے۔ ان کی پہلی منزل حران تھی، وہاں کچھ عرصہ قیام کیا پھر مصر پہنچ گئے۔ آپ کی بیوی حضرت سارہ کو اللہ تعالیٰ نے حسن سیرت کے ساتھ ساتھ حسین صورت کی نعمت سے بھی بڑی فیاضی کے ساتھ نوازا تھا۔

مصر کے حکمران کو جب معلوم ہوا کہ ایک غریب مسافر کی بیوی اتنی حسین و جمیل ہے تو اس نے حضرت سارہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھین لینے کا ارادہ کیا اور

Marfat.com

زبردستی حضرت سارہ کو اپنے محل میں طلب کرلیا۔ جب اس نے بری نیت سے حضرت سارہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ ہاتھ حکم الٰہی سے مفلوج ہوگیا' یہ دیکھ کر بادشاہ کے ہوش اڑ گئے اور بڑی لاچاری اور بے بسی کے عالم میں حضرت سارہ سے عرض کرنے لگا کہ اللہ تعالٰی سے دعا مانگو کہ وہ مجھے معاف کردے اور میرے ہاتھوں کو درست کردے آئندہ میں یہ جرات ہرگز نہیں کروں گا۔ حضرت سارہ نے دعا کی اے اللہ اگر یہ سچا ہے تو اس کے ہاتھ کو درست کردے اسی وقت اس کا ہاتھ درست ہوگیا۔ اور اس نے "ہاجرہ" کو حضرت سارہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت سارہ نے "ہاجرہ" کو بطور ہدیہ حضرت ابراہیم کی خدمت میں پیش کردیا۔ (تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۱۲۵)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری ہاجرہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ حاکم مصر کی بیٹی تھی جب اس نے کرامت کو دیکھا جو حضرت سارہ سے واقع ہوئی تو کہا کہ میری بیٹی کا اس کے گھر میں خادمہ ہو کر رہنا دوسرے گھر میں ملکہ ہو کر رہنے سے بہتر ہے۔

اس شہادت سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ہاجرہ مصر کے بادشاہ کی بیٹی تھی اور شاہ مصر پر حضرت سارہ کی ہیبت اس قدر طاری ہوگئی تھی کہ اس نے اپنی بیٹی کو بطور خادمہ ان کے ساتھ کردینا اپنے اور اپنے خاندان کے لئے فخر و عزت کا باعث سمجھا۔

(ملاحظہ ہو رحمتہ اللعالمین جلد دوئم صفحہ ۴۶-۴۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا اور اللہ تعالٰی نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جیسا عظیم فرزند حضرت ہاجرہ کے بطن سے عطا فرمایا۔ ان دنوں مصر کی حالت اطمینان بخش نہ تھی۔ چنانچہ آپ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے اور فلسطین کے ایک مقام السبع ہوتے ہوئے "قط" نامی ایک بستی میں تشریف لے آئے۔ پھر حکم الٰہی سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کو کعبہ مقدسہ کی سرزمین پر لے آئے۔ اس سنسان اور بیابان مقام پر ایک مشک پانی اور چند سیر کھجوریں انہیں دے کر جانے لگے تو ہاجرہ نے پوچھا کہ آپ ہمیں کس کے سپرد کرکے جارہے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے جواب دیا میں تمہیں اللہ کے سپرد کرکے جارہا ہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت

Marfat.com

ہاجرہ کو اطمینان ہو گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانے کے چند روز بعد پانی کا ذخیرہ اور کھجوریں ختم ہو گئیں۔ بھوک اور پیاس کی شدت سے شیر خوار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بلکنے لگے۔ بے چینی کے عالم میں حضرت ہاجرہ کوہِ صفا پر چڑھ گئیں اور دور دور تک نظر دوڑائی کہ شاید کسی بستی کا سراغ لگ جائے یا کوئی کارواں نظر آجائے۔ جب مایوس ہو گئیں تو مروہ کی پہاڑی کی جانب چل دیں اور اس پر چڑھ کر بھی دیکھا اس طرح سات چکر آپ نے لگائے۔ آپ پریشانی کے عالم میں پھر معصوم بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس آئیں دیکھا کہ بچہ بلک بلک کر رو رہا ہے اور ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور جہاں بچے کی ایڑیاں لگ رہی ہیں زمین کے اس حصے سے پانی کا چشمہ پھوٹ رہا ہے۔ پانی تیزی سے بہنے لگا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے بہتے ہوئے پانی کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہیں سارا پانی بہہ نہ جائے کہنے لگیں "زم زم" یعنی رک جا' سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ فرشتوں نے حضرت ہاجرہ کو کہا کہ آپ اندیشہ نہ کریں یہاں کے رہنے والوں کو پیاس کی تکلیف نہ ہو گی' کیونکہ یہ ایسا چشمہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے مہمان پیاس بجھائیں گے۔ اس فرشتہ نے یہ بھی کہا کہ اس بچہ کا باپ آئے گا اور دونوں باپ بیٹا اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کریں گے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر ہو گا۔ (ملاحظہ کیجئے تاریخ طبری جلد اول ۱۳۱)

آب زم زم کے واقعہ کے بعد یہ خوش نصیب ماں اپنے سعادت مند بیٹے کے ہمراہ یاد الٰہی میں ابھی وقت گزار رہی تھیں کہ اچانک قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ جو ملک شام کی طرف جا رہا تھا ادھر آنکلا۔ وہ پانی کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹک رہا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس ویران پہاڑی علاقے میں ایک خاتون اپنے کمسن بچے کے ہمراہ قیام پذیر ہے جہاں پانی کا چشمہ بھی ابل رہا ہے۔ انہوں نے حضرت ہاجرہ سے درخواست کی کہ وہ انہیں یہاں قیام کرنے کی اجازت دیں ہم یہاں آپ کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کریں گے۔ حضرت ہاجرہ نے ان کی پر خلوص درخواست کو قبول کیا اور انہیں یہاں رہنے کی

Marfat.com

اجازت عطا فرمائی۔ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد قبیلہ جرہم کے لوگ یہاں کے مکین ہوئے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ طبری جلد اول ۱۳۲)

اور یہی وہ قبیلہ تھا جو بعد میں خانہ کعبہ کا متولی بنا' وقت گزرتا رہا حتیٰ کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہوگئے۔ قبیلہ جرہم کے لوگ بھی خوشحالی کی زندگی بسر کرنے لگے اور ان کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا اور انہوں نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کردیا اس طرح آپ کی ازدواجی زندگی کا آغاز ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ملاقات کرنے مکہ تشریف لائے۔ اس دوران انہیں بیت اللہ شریف کی تعمیر کا حکم ملا' چنانچہ باپ اور بیٹے نے ملکر خانہ کعبہ کی تعمیر کا آغاز کردیا۔ عرب کی تپتی ہوئی دھوپ جھلسادینے والی لواور تانبے کی طرح تپتی ہوئی ریتیلی زمین پر کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے رہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بلند ترین پہاڑوں پر سے پتھر توڑ توڑ کر سر پر رکھ کر لاتے۔ کبھی گارا تیار کرتے جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بنیادیں تیار کرتے دیواروں کی چنائی کرتے۔ گرمی کی شدت اور کام کے کٹھن ہونے کے باوجود باپ بیٹے نے دم ہرگز نہیں لیا۔ حتیٰ کہ خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ مقبولیت کی ان پر نور گھڑیوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا دامن طلب پھیلاکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی۔ جسے قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتک ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم (سورہ بقرہ ۱۲۹)

ترجمہ : اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کرتے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آمین کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی ان دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمایا۔ جس مقدس رسول کے

Marfat.com

لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ مسعود اور عالمگیر نبوت و رسالت اسی دعا کا نتیجہ بھی ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنا تعارف کراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔"

خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا۔

واذن فی الناس بالحج (سورہ حج ۲۷)

ترجمہ : اور لوگوں میں حج کی عام ندا کردے

آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے پروردگار تیرا حکم سر آنکھوں پر ضرور اعلان کروں گا لیکن میری کمزور آواز کہاں تک پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ "اعلان کرنا تیرا کام ہے اس کو کانوں تک پہنچانا میرا ذمہ ہے۔ چنانچہ آپ ابو قیس نامی پہاڑی کے پتھر پر کھڑے ہوگئے اور پکار پکار کر حج کا اعلان کرنے لگے۔

یا ایھالناس ان ربکم بنی بیتا واوجب علیکم الحج فاجیبوا ربکم (تفسیر جلالین امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ)

ترجمہ : اے انسانو! تمہارے رب نے ایک گھر بنوایا ہے اور تم لوگوں پر حج فرض کیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اپنے رب کی پکار کو قبول کرو۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعلان کو تمام انسانوں تک پہنچادیا حتیٰ کے جو ابھی مردوں کی پشتوں اور عورتوں کے رحموں میں تھے انہوں نے بھی اس اعلان کو سنا جس نے لبیک کہا وہ حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوگیا۔ (ملاحظہ ہو طبری صفحہ ۱۳۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد خانہ کعبہ کے جو متولی ہوئے ان میں قبیلہ جرہم بھی تھا۔ یہ وہی مقدس قبیلہ تھا جس نے اپنی قوم کی بیٹی کا نکاح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کیا تھا۔ عمرو بن لحی ایک چالاک اور عیار انسان تھا اس نے قبیلہ جرہم کے ساتھ جنگ کی اور ان کو شکست دے کر بیت اللہ کی متولی سے

Marfat.com

محروم کردیا اور زبردستی اسے نکال باہر کیا اور خود خانہ کعبہ کا متولی بن گیا۔

ایک مرتبہ عمرو بن لحی شدید بیمار ہو گیا کسی نے اس کو آکر بتایا کہ ملک شام میں بلقاء کے مقام پر ایک گرم پانی کا چشمہ ہے اگر تم وہاں جاکر اس پانی سے غسل کرلو تو مکمل شفایاب ہو جاؤ گے یہ سن کر وہ بلقاء پہنچا۔ چشمہ کے پانی سے غسل کیا اور صحت یاب ہو گیا۔ بلقاء کے لوگوں کو اس نے بتوں کی پوجا کرتے دیکھا اس نے بڑے حیران ہو کر پوچھا یہ کیا ہیں؟ اور تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ بت ہیں ہم ان کے ذریعے بارش طلب کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے دشمن پر فتح پاتے ہیں۔ عمرو بن لحی کہنے لگا کہ مجھے بھی ان بتوں میں سے کچھ بت دے دو۔ انہوں نے اسے چند بت دے دیئے۔ وہ انہیں بیت اللہ (خانہ کعبہ) لے آیا اور خانہ کعبہ کے اردگرد انہیں نصب کردیا۔ اس طرح اہل عرب میں بت پرستی کا آغاز ہوا اور عرب میں بت پرستی کا بانی یہی عمرو بن لحی تھا۔ علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں۔

عمرو بن لحی وہ پہلا شخص ہے جس نے دین اسمٰعیل کو تبدیل کیا اور بتوں کی پرستش شروع کی اور اہل عرب کو ان کی عبادات کا حکم دیا۔ اسی کے بارے میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ آتشِ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا۔ (ملاحظہ ہو ابن خلدون جلد دوئم صفحہ ۱۵۶)

علامہ علی بن برہان الدین اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔

اہل عرب، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر عمرو بن لحی کے زمانے تک آپ کے عقائد پر ہی ثابت قدم رہے، یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے دین ابراہیم کو تبدیل کردیا اور اہل عرب کے لئے طرح طرح کی گمراہیاں شروع کیں۔ اس نے بتوں کی پوجا کی۔ (ملاحظہ ہو سیرۃ حلبیہ جلد اول صفحہ ۱۰)

علامہ علی بن برہان الدین مزید وضاحت کرتے ہیں۔

عمرو اہل عرب کے لئے رب بن گیا۔ دین میں جس نئی بات کا وہ آغاز کرتا تھا لوگ اسے دین سمجھ لیتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ موسم حج میں لوگوں کو کھانا کھلایا کرتا

Marfat.com

اور انہیں لباس پہنایا کرتا اور بسا اوقات وہ موسم حج میں دس ہزار اونٹ ذبح کرتا اور دس ہزار ناداروں کو لباس پہناتا' وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو بدل کر رکھ دیا' یہ عمرو تین سو سال تک زندہ رہا اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے ایک ہزار جنگ جو لڑکوں کو دیکھا اس خاندان کی حکمرانی کی مدت پانچ سو سال ہے۔

(ملاحظہ ہو سیرہ حلبیہ صفحہ ۱۱-۱۰)

عمرو بن لحی نے اہل عرب کو بتوں کی پوجا کی دعوت دی اور اہل عرب میں بت پرستی عام ہوتی گئی اور پھر یہ مرض ایسا پھیلا کہ ہر قبیلے نے اپنا الگ الگ معبود بنالیا اس طرح ہر گھر میں اپنے اپنے معبودوں کی پوجا پاٹ ہونے لگی اور عرب کے عوام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو ترک کرکے بت پرستی کو اپنے مذہب کے طور پر اختیار کرلیا۔

قبیلہ کلب دومتہ الجندل کے مقام پر ودبت کی پوجا کرنے لگا۔ قبیلہ ہذیل رباط کے مقام پر سواع بت کی پوجا کرتا۔ قبیلہ حمیر نے نسر بت کو اپنا خدا بنا رکھا تھا۔ قبیلہ مذحج اور اہل جرش نے یغوث بت کو اور اہل خیوان نے یعوق بت کو اپنا معبود بنا رکھا تھا۔ قبیلہ طئی مقام اجا پر فلسؔ بت کو معبود مانتا' قبیلہ اوس اور خزرج مقام قدید پر منات کو اپنا خدا مانتا' اس کے پجاری اپنے بیٹوں کے نام اظہار عقیدت کے لئے عبد منات (منات کا بندہ) رکھا کرتے تھے۔ یہ بت ساحل سمندر پر قدید کے مقام پر نصب تھا جو کہ مکہ اور یثرت (مدینہ منورہ کا پرانا نام) کے درمیان ایک قصبہ تھا۔

قبیلہ خثعم' قبیلہ بجیلہ' قبیلہ ازدسراہ مقام تبالہ پر ذوالخلصہ بت کو پوجتے' قبیلہ مالک وملکان' یسران وکنانہ' ساحل جدہ پر سعد بت کی پوجا کرتے۔ قبیلہ دوس ارض دوس کے مقام پر ذوالکفلین بت کی پوجا کرتے۔ قبیلہ بنو حارث مقام ذوالشری پر ذوالشری بت کی پوجا کرتے۔

قبیلہ قریش کے اپنے مخصوص بت تھے ان میں کچھ کعبہ شریف میں رکھے ہوئے تھے اور کچھ کعبہ سے باہر تھے۔ قریش کے ان مخصوص بتوں میں سب سے بڑا بت ہبل تھا یہ سرخ عقیق کا بنا ہوا تھا۔ ہبل کو سب سے پہلے خزیمہ بن مدرکہ نے نصب کیا تھا۔

Marfat.com

عرب جن بتوں کی پوجا کرتے ان میں سے ایک بت کا نام لات تھا جس کا اصل مجسمہ مقام طائف میں نصب کیا گیا تھا۔ قبیلہ ثقیف اس کے پجاری تھے۔ وادی نخلہ میں درختوں کے جھنڈ کی شکل میں ایک بت نصب کیا گیا جس کا نام عزیٰ تھا اور اس کی پوجا انتہائی عقیدت سے کی جاتی۔ اہل عرب اس بت کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے لئے اپنے بیٹوں کے نام عبدالعزی (عزی کا بندہ) رکھا کرتے۔

(ملاحظہ ہو کتاب الاصنام تاریخ الاسلام جلد اول صفحہ ۷۰۔۶۹ بلاغ الارب جلد دوئم صفحہ ۲۰۳۔۲۰۲۔۲۰۱)

مسلمانو! یہ حقیقت ہے کہ جب انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے کٹ جائے تو اس کی عقل سلیمہ مسخ ہو جاتی ہے اور اس کی عقل و فہم پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ اس کی چشم بصیرت بینائی سے محروم ہو جاتی ہے اور اس سے ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں کہ احمق اور دیوانے بھی ان سے شرمندگی محسوس کرنے لگتے ہیں' یہی حال عرب کے ان پجاریوں کا تھا جو بتوں کی پرستش میں اتنے اندھے ہو چکے تھے کہ انہیں حق و باطل کی بالکل تمیز نہ تھی۔ اہل عرب کی اندھی تقلید کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے۔

اساف بن یعلی قبیلہ جرہم کا ایک شخص تھا اور نائیلہ بنت زید قبیلہ جرہم کی ایک عورت تھی یہ دونوں یمن میں رہا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک قافلے کے ہمراہ حج کرنے خانہ کعبہ آئے۔ یہ دونوں خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اتفاق سے اس وقت بیت اللہ میں کوئی اور موجود نہ تھا اس تنہائی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے خانہ کعبہ میں بدفعلی کا ارتکاب کیا' اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ان دونوں کو پتھر کا بنا دیا۔

جب دوسرے لوگ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو ان کی بدلی ہوئی صورت دیکھ کر انہوں نے انہیں وہاں سے ہٹایا اور بیت اللہ سے باہر رکھ دیا تاکہ لوگ ان کے دردناک انجام سے عبرت حاصل کریں۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد ان دونوں کی بھی پوجا ہونے لگی' یہاں تک کہ جو لوگ حج کرنے آتے وہ بھی ان دونوں بدکاروں کی پوجا کرتے۔ ان سے اپنی حاجتیں طلب کرتے اور ان کا مردہ ضمیر اس کمینگی پر انہیں ملامت تک نہ کرتا۔

Marfat.com

(ملاحظہ ہو کتاب الاصنام امام ابن کلبی مصر)

پیارے مسلمانو! یہ حالت صرف دنیائے عرب کے ساتھ ہی مخصوص نہ تھی بلکہ پوری دنیا میں اسی طرح کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اہل فارس آگ کو پوجتے' نصاری تین خداؤں کو مانتے' ترک بتوں کی پوجا کرتے' قبیلہ حمیر سورج کو پوجتا۔

قبیلہ کنانہ چاند کو پوجتا' قبیلہ اسد عطارد کو اور لخم و جذام مشتری کو پوجتے تھے اس کے علاوہ لوگ درختوں کی پوجا کرتے' ہندوستان میں لوگ مورتیوں کی پوجا کرتے۔

(ملاحظہ ہو طبقات الامم اندلسی صفحہ ۴۳ مطبوعہ بیروت ۱۹۴۲)

اللہ تعالٰی نے اس عالمگیر بت پرستی' باطل معبودوں اور عقائد قبیحہ کو ختم کرنا چاہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کا وقت قریب آیا جو انہوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے موقع پر اس طرح کی تھی۔

ا۔ پروردگار ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے بھیج جو انہیں تیری آیتیں اور کتاب و دانائی کی باتیں سکھائے اور انہیں پاک و صاف کردے۔ (سورہ بقرہ ۱۲۹)

اللہ تعالٰی نے اپنے خلیل کی دعاؤں کو قبول فرمالیا۔ رحمت الٰہی کو جوش آیا۔ اہل دنیا کی قسمت نے انگڑائی لی۔ زمانے کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں نور کی کرن پھوٹی اور پیغمبر اسلام' رسول محترم' رحمت اللعالمین' خاتم النبین' حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم توحید و رسالت کا پیغام عام کرنے' نور الٰہی کی کرنیں بکھیرنے آفتاب رسالت سے ساری دنیا کو منور کرنے اور کفرو شرک کے پردے کو چاک کرنے اس عالم دنیا میں جلوہ افروز ہوگئے۔ چالیس سال کی عمر میں اعلان نبوت کے بعد پہلے تین سال اعلانیہ تبلیغ کے بجائے خاص خاص لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دیتے رہے اور اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو محدود رکھا۔

اس دوران لوگوں کو بت پرستی سے منع کرتے اور خداوند قدوس کی عبادت کرنے کا درس دیتے۔ آپ کی اس تبلیغ سے اس دوران ایسی ایسی ہستیاں مشرف بہ اسلام ہوچکی تھیں کہ جن کے زریں کارناموں سے ملت اسلامیہ کی تاریخ کے صفحات جگمگا رہے ہیں۔

Marfat.com

بے مثال خوبیوں اور عظیم صلاحیتوں سے مالامال شخصیتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کر کے اسلام کو دل کی گہرائیوں سے قبول کیا۔ سب سے پہلے ایمان لانے والی ان عظیم اور تاریخ ساز ہستیوں میں جن کا نام لیا جاتا ہے ان میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ' حضرت ابوبکر صدیق' حضرت علی' حضرت عثمان بن عفان' حضرت زبیر بن عوام' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف' حضرت سعد بن ابی وقاص' حضرت طلحہ بن عبیداللہ' حضرت ام جمیل' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت خالد بن سعید' حضرت ابوذر غفاری' حضرت صہیب' حضرت حمزہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ علیہم کے نام قابل ذکر ہیں۔

ان عظیم ہستیوں کا پرچم اسلام تلے جمع ہو کر دین اسلام قبول کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پر امن جہاد کی شاندار اور بے مثال فتوحات تھیں۔ لیکن جب کفار مکہ نے اس بات کو محسوس کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے اہم شخصیتیں متاثر ہو رہی ہیں اور وہ بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کر رہے ہیں اور بتوں کو برا کہتے ہیں تو وہ فکر مند ہو گئے اور سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ دین اسلام کی اس نئی تحریک کو اگر نہ روکا گیا تو سارا عرب ایک ہمہ گیر انقلاب کی زد میں آجائے گا۔ ان کے معبودوں کے تخت اوندھے ہو جائیں گے ان کی پوجا پاٹ کے لئے آنے والے پجاریوں کی ریل پیل ختم ہو جائے گی اور ان کی مذہبی چودھراہٹ کا جنازہ نکل جائے گا۔

چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جارحانہ اقدام اٹھانے کا فیصلہ کیا لیکن کوئی قدم اٹھانے سے پہلے انہوں نے مناسب سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب سے بات کریں اور ان کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین اسلام کی دعوت سے دست بردار ہونے کی ترغیب دلائیں۔ چنانچہ قریش کے سرداروں کا ایک وفد جس میں عتبہ' شیبہ' پسران' ربیعہ' ابوسفیان' العاص بن ہشام' ابوجہل' ولید بن مغیرہ' حجاج بن عامر اور عاص بن وائل جیسے رؤساء شامل تھے' ابوطالب کے پاس پہنچے اور ابوطالب سے جا کر کہا۔

Marfat.com

"اے ابوطالب آپ کا بھتیجا ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے' اور ہمارے مذہب کے عیب نکالتا ہے ہمیں بے وقوف اور ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے یا تو آپ اسے روک لیں یا درمیان سے ہٹ جائیں' ہم خود اسے روک لیں گے۔ ابوطالب نے انہیں بڑی خوبصورتی سے سمجھا کر بھیج دیا۔ جب وہ چلے گئے تو ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر کہا اے میرے بھتیجے تیری قوم نے میرے پاس آکر ایسا ایسا کہا ہے تو اپنے آپ پر اور مجھ پر رحم کر۔ یہ سن کر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میرے چچا! اللہ کی قسم اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تاکہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تب بھی میں اس کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ اسے کامیاب کردے یا میں خود اس پر نثار ہوجاؤں گا۔

(ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام بحوالہ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۰-۵۹)

کفر اور شرک میں ڈوبے ہوئے معاشرے میں لوگوں کو توحید الٰہی کی دعوت دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔ وہ قوم جو صدہا سال سے پتھر کے بنے ہوئے اندھے بہرے اور بے جان بتوں کی متوالی تھی اور جو بتوں پر اپنی جان تک قربان کردینا اپنے لئے سرمایہ سعادت تصور کرتی تھی ایسی قوم کو دین حق کی دعوت دینا بڑا کٹھن کام تھا۔ یہ وہ قوم تھی کہ جس میں بت پرستی کا سلسلہ ایسا پھیلا ہوا تھا کہ ہر قبیلہ نے اپنا الگ معبود بنا رکھا تھا اور اگر اس پر انہیں ٹوکا جاتا تو وہ مارنے اور مرجانے پر تیار ہوجاتے۔ قرآن مجید میں ان کی اس بگڑی ہوئی ذہنیت اور گمراہی کا بار بار تذکرہ کیا اور انہیں یہ تنبیہ کی گئی کہ اے بت پرستو! تم نے جن کو معبود بنا رکھا ہے اور جس حقیقی رب کی عبادت کو چھوڑ کر تم نے جن بتوں کی پوجا کر رکھی ہے کیا اس کی کوئی معقول وجہ بتا سکتے ہو' اے مشرکو! ذرا یہ تو بتاؤ تمہارے یہ جھوٹے معبود کرۂ ارض کی کسی چیز کے خالق ہیں؟ کیا آسمان کی تخلیق میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ اگر تمہارے پاس کوئی تحریری ثبوت موجود ہے تو پیش کرکے دکھاؤ۔ قرآن کریم کو تو تم تسلیم کرتے نہیں آخر اس سے پہلے بھی کئی آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں انہیں میں سے کسی میں یہ لکھا ہوا دکھا دو کہ تمہارے فلاں فلاں معبود نے زمین و آسمان

Marfat.com

کی فلاں چیز تخلیق کی ہے۔ مگر تم اس قسم کا کوئی حوالہ کسی آسمانی کتاب میں سے نہیں دے سکتے تو پھر کوئی ایسا ثبوت ہی پیش کر دو جسے عقل تسلیم کرے۔

اے عقل کے اندھو! اگر تم حقیقت کو تسلیم نہ کرو گے تو یاد رکھو بروز محشر جب تم کو پکڑا جائے گا اور اس دن تمہارے عقائد باطلہ اور اعمال سیئہ کی بازپرس شروع ہوگی تو تمہارے وہ معبود جن کی تم عمر بھر پوجا کرتے رہے جن کو تم اپنا حاجت روا اور مشکل کشا مانتے رہے جنہیں تم ہر مشکل میں مدد کے لئے پکارا کرتے تھے وہ سب تمہارے دشمن بن جائیں گے۔ اس وقت تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جن کو تم اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے وہ تو تمہاری تباہی اور بربادی کا سبب بن گئے ہیں وہ تمہاری پوجا پاٹ کا کھلا انکار کر دیں گے۔ اے بت پرستو! اگر تم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہو کہ اس وسیع و عریض کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خالق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے تو پھر ایسے خالق کو چھوڑ کر کسی پتھر کسی بے روح اور مردہ شئے کی پوجا کیوں کرتے ہو کیا تمہیں عقل نہیں کہ جن کو تم پوجتے ہو وہ سن نہیں سکتے اور نہ ہی تمہیں جواب دے سکتے ہیں وہ بھلا کسی مشکل کے وقت تمہاری کیا خاک مدد کریں گے۔

پیارے مسلمانو! اس حقیقت کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

قل ارءیتم ماتدعون من دون اللہ ارونی ماذا خلقو من الارض ام لھم شرک فی السمٰوٰت ایتونی بکتب من قبل ھذا اواثرہ من علم ان کنتم صادقین ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمت وھم عن دعائھم غفلون (سوہ احقاف ۴۵)

ترجمہ : تم فرماؤ! بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین کا کون سا ذرہ بنایا آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے میرے پاس لاؤ اس (قرآن) سے پہلی کوئی کتاب یا کچھ بچا کھچا علم اگر تم سچے ہو اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں۔

محترم مسلمان بھائیو! مشرکین مکہ بڑے زور شور سے اپنے بتوں کی پوجا کرتے تھے

Marfat.com

انہوں نے بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بت نصب کر رکھے تھے اس کے علاوہ اپنے گھروں میں بھی پتھر کی مورتیاں سجا رکھی تھیں۔ خانہ کعبہ میں جو ۳۶۰ بت نصب کر رکھے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ عرب کے سارے قبیلے کعبہ شریف کا حج کرنے آیا کرتے تھے چنانچہ اہل مکہ کے قریش سرداروں نے ان تمام قبائل کے باطل معبودوں کے مجسمے یہاں یکجا کردیئے تھے تاکہ کسی بھی قبیلے کا آدمی جب حج کرنے یہاں آئے تو اپنے معبود بت کو یہاں دیکھ کر اس کی عقیدت میں اور اضافہ ہو جائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اعلیٰ تعلیمات نے مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کو کفرو شرک کی ظلمتوں سے نکال کر توحید کی جگمگاتی راہوں پر گامزن کردیا تھا۔ چنانچہ کفار مکہ کو اب اپنے معبودوں کے سر اوندھے ہوتے نظر آنے لگے اور انہوں نے بڑی شدت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت شروع کردی اور دھمکیاں دیتے ہوئے کہتے کہ

"آپ ہمارے خداؤں کی توہین کرتے ہیں اور ان کی خدائی کو تسلیم نہیں کرتے ہو اگر ہمارے بت ناراض ہو گئے تو پھر آپ کی خیر نہیں" اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا اے میرے محبوب نبی آپ ان مشرکوں کو دوٹوک لفظوں میں فرمادیں کہ جو کچھ تمہارے بت میرا بگاڑ سکتے ہیں بگاڑ لیں اور جو سازشیں کرسکتے ہیں کرلیں ہرگز میرا لحاظ نہ کریں میں تو اپنے مالک حقیقی کے علاوہ کسی کو اپنا معبود نہیں مانتا میرا حامی و ناصر تو وہ اللہ ہے کہ جس کی حمایت و نصرت ہمیشہ اپنے نیک اور فرمانبردار بندوں کے شامل حال رہا کرتی ہے۔ مجھے اپنے رب کی ذات پر مکمل بھروسہ ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت میرا بال بیکا نہیں کرسکتی۔ اہل حق کے پاس ہمیشہ یہی ایک ایسی قوت رہی ہے جس کے بل بوتے پر وہ بڑی بے باکی سے ہر طاغوتی قوت سے ٹکرا جاتے ہیں۔ اس حقیقت کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

قل ادعو شرکاء کم ثم کیدون فلا تنظرون ان ولی اللہ الذی نزل الکتب وھو یتولی الصلحین والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون (سورہ اعراف ۱۹۵۔۱۹۶۔۱۹۷)

Marfat.com

ترجمہ : تم فرماؤ کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤ چلو اور مجھے مہلت نہ دو بے شک میرا والی اللہ ہے جس نے کتاب' اتاری اور وہ جو نیکوں کو دوست رکھتا ہے اور جنہیں اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کرسکتے اور نہ خود اپنی مدد کریں۔

پیارے مسلمانو! ان پر آشوب حالات اور بغض و عناد کی ان تند و تیز آندھیوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے رب کی توحید کی دعوت عام کرنے میں سرگرم عمل رہے۔ مکہ کے ہر کوچہ و بازار میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا چرچا کرتے رہے۔ آپ کی یہ بھرپور خواہش تھی کہ کفار و مشرکین کی پیشانیاں باطل معبودوں کے آستانوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں سجدہ ریز ہوں جو ساری کائنات کا سچا اور حقیقی مالک ہے۔ مگر کفار و مشرکین کے بغض و عداوت کا یہ عالم تھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے انہیں یہ بات ہرگز گوارا نہ تھی کہ کوئی ان کے بتوں کو برا کہے یا کمزور و ناتوان سمجھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان بتوں کی بے بسی' کمزوری اور لاچاری کو بھی بے نقاب کرکے رکھ دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیاء وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (سورہ نحل ۲۰۲۱۔)

ترجمہ #: اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔ مردہ ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔

پیارے مسلمانو! قرآن مجید میں کفار و مشرکین کے ان جھوٹے اور گھڑے ہوئے بتوں کی بے بسی اور لاچاری کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا۔

اے بتوں کے پجاریو! اپنے معبود برحق کو چھوڑ کر جن بتوں کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے اور جن کی پوجا پاٹ میں تم مشغول رہتے ہو ان کی مفلسی اور بے بسی کا تو یہ عالم ہے کہ زمین و آسمانوں کے خزانے تو کجا وہ تو کھجور کی گٹھلی کے بھی مالک نہیں۔ ذرا سوچو جو اس قدر مفلس بے بس اور لاچار ہوں ان کو اپنا معبود بنانا اور خالق حقیقی کو چھوڑ

Marfat.com

دینا کہاں کی دانشمندی ہے۔ تم ان بے جان مورتیوں کے سامنے لاکھ چیخو' فریاد کرو انہیں کیا خبر کہ تم کیا کر رہے ہو۔ نہ یہ سن سکتے ہیں اور نہ ہی تمہاری پکار پر لبیک کہہ سکتے ہیں۔ جب یہ تمہاری پکار پر لبیک نہیں کہہ سکتے تو کیا یہ خاک تمہاری مشکل کشائی کریں گے۔ جب ان کے پاس سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں تو کیا یہ خاک تمہاری پکار سنیں گے؟ قیامت کے دن بھی ان کا یہ عالم ہوگا کہ وہ تمہارے اس شرک کا انکار کر دیں گے کہ نہ ہم معبود تھے اور نہ ہم نے ان کو اپنی عبادت کا حکم دیا۔ اس حقیقت کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا۔

والذین تدعون من دونہ مایملکون من قطمیر۔ ان تدعوھم لایسمعوا دعاء کم ولو سمعوا ما استجابوالکم و یوم القیمتہ یکفرون بشرککم (سورہ فاطر ۱۴)

ترجمہ : اور اس کے سوا جن کو تم پوجتے ہو دانہ خرما کے چھلکے (کھجور کی گٹھلی) تک کے مالک نہیں۔ تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روائی نہ کر سکیں اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے۔

پیارے مسلمانو! بتوں کے بارے میں اہل عرب کا جو عقیدہ تھا اسے انتہائی اختصار کے ساتھ قرآنی آیات کی روشنی میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بت پرست' بتوں کو اپنا معبود اور حاجت روا مانتے تھے۔ ان کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک ذات کائنات کے ان گنت امور کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے متعدد خدا بنا رکھے تھے تاکہ نظام کائنات بہ آسانی چل سکے۔ کوئی رزق عطا کرنے کی ذمہ داری سنبھالے تو کوئی بیماروں کو شفا دینے کی۔ کوئی غریبوں اور محتاجوں کو غنی اور خوشحال کرنے کی ذمہ داری سنبھالے تو کوئی کمزوروں کو طاقتور بنانے کی۔ کسی کی ذمہ داری جنگوں کا فیصلہ کرنا ہے تو کسی کے ذمے کسی کو شکست تو کسی کو فاتح و کامران کرنا ہے۔ کوئی بارش برسانے والا خدا ہو تو کوئی کھیت میں اناج اگانے والا' کوئی

Marfat.com

اولاد عطا کرنے والا ہو تو کوئی تقدیر بدلنے والا ہو۔

غرض یہ کہ سارے جزیرہ عرب میں بت پرستی کی وبا عام تھی اور لوگ بتوں کو اپنے گھروں میں کسی اونچی اور باعزت جگہ پر سجا کر رکھ دیا کرتے۔ اگر کوئی شخص سفر پر روانہ ہوتا تو جہاں وہ اپنے بیوی بچوں کو الوداع کہتا وہاں وہ اس بت کو برکت حاصل کرنے کے لئے ہاتھوں سے چھوتا اور جب سفر سے واپس آیا تو سب سے پہلے اس بت کی حاضری دیتا اور آداب بندگی بجالاتا۔ سفر کے دوران اگر کسی جگہ قیام کرتا تو اردگرد کے بکھرے ہوئے پتھروں میں سے چار پتھر چن لیتا ان میں جو پتھر زیادہ خوبصورت ہوتا اس کو اپنا رب بنالیتا۔ بتوں سے ان کی عقیدت کا یہ عالم ہوتا کہ ان بتوں کا نام لے کر جانور ذبح کرتے اور ان کی خوشنودی کے امیدوار ہوتے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ بت پرستوں پر ان کے جھوٹے خداؤں کی بے بسی کا پردہ چاک ہوجاتا۔ اس طرح ان کی عقیدت کا بھانڈا پھوٹ جاتا جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے۔

عمرو بنی سلمہ قبیلہ کا سردار تھا۔ اس نے اپنے گھر میں ایک لکڑی کا بت بنا کر رکھا ہوا تھا۔ اس بت کا نام منات تھا۔ جب حج کا موسم آیا تو بنی سلمہ کے قبیلے کے کچھ نوجوان حج کرنے بیت اللہ آئے۔ اس قافلے میں عمرو کا بیٹا معاذ اور کئی دوسرے افراد موجود تھے اور یہ سب کے سب عقبہ کے مقام پر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ مسلمانوں کا یہ مختصر قافلہ جب اپنے قبیلے میں پہنچا تو اب ان کا یہ روزانہ کا معمول بن گیا کہ وہ رات کو تاریکی میں عمرو کے بت کو اٹھا کر لے جاتے اور کسی قریب کے کوڑا کرکٹ کے گڑھے میں پھینک دیتے' جب صبح ہوتی اور عمرو کو اس کا بت اپنی جگہ پر نہ ملتا تو کہتا تمہارا برا ہو آج رات کس نے میرے خدا پر زیادتی کی ہے۔ پھر وہ اس کی تلاش میں نکلتا اور جب وہ اسے کسی گڑھے میں اوندھے منہ پڑا ہوا ملتا تو اسے اٹھا کر گھر لے آتا۔ اسے دھو کر صاف کرتا اور خوشبو لگا کر کہتا اے میرے خدا اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ تیرے ساتھ کس نے یہ بے ادبی کی ہے تو میں اس کو ذلیل و رسوا کر کے چھوڑوں۔

Marfat.com

کئی دنوں تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ آخر تنگ آکر ایک دن عمرو تلوار لے کر آیا اور اپنے بت کی گردن میں لٹکادی اور اس سے کہنے لگا "بخدا میں نہیں جانتا کہ تیرے ساتھ ہر رات کون ہے جو گستاخی کر رہا ہے۔ تجھ میں اگر کوئی طاقت ہے تو اپنی حفاظت خود کر میں اپنی تلوار تیرے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں۔" یہ کہہ کر عمرو رات کو سو گیا۔ مسلمانوں نے تلوار سمیت اس کے بت کو وہاں سے اٹھالیا اور ایک مرے ہوئے کتے کے ساتھ رسی سے باندھ دیا... اور اسے کتے سمیت ایک ویران کنویں میں پھینک دیا۔ عمرو صبح بیدار ہوا اور اپنے بت کے پاس پہنچا بت غائب تھا۔ پھر اس کی تلاش میں نکلا آخر کار اسے ایک، کنویں میں سر کے بل اوندھا' ایک مردہ کتے کے ہمراہ بندھا ہوا پایا۔ جب اس نے اپنے معبود کی یہ حالت دیکھی تو اس کی آنکھوں پر پڑے ہوئے غفلت کے تمام پردے ہٹ گئے اور اس نے کفر و شرک سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

اہل مکہ کی بتوں سے والہانہ عقیدت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ مکہ معظمہ میں ولید نامی ایک شخص رہا کرتا تھا۔ اس نے اپنے گھر میں ایک سونے کا بت رکھا ہوا تھا' جس کی وہ ہر روز پوجا کرتا۔ ایک دن اس کی پوجا کرنے میں مصروف تھا کہ وہ بت بول اٹھا۔ "لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول نہیں ہیں۔" (نعوذ باللہ) ولید یہ سن کر بہت خوش ہوا اور لوگوں سے جا کر کہہ دیا کہ میرا بت صاف صاف یہ کہہ رہا ہے کہ "محمد اللہ کے رسول نہیں ہیں" (نعوذ باللہ)۔ اس کی بات سن کر مکہ کے کفار خوشی خوشی اس کے گھر آئے اور ایک بہت بڑا مجمع جمع ہو گیا۔ جب کفار مکہ جمع ہو گئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دعوت دی تاکہ آپ تشریف لا کر وہ جملہ سن سکیں۔ تمام کفار جمع ہو چکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہی تشریف لائے، اچانک بت بول اٹھا اے مکہ والو جان لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ ان کا ہر ارشاد سچا' ان کا دین سچا' تمہارے بت جھوٹے' گمراہ اور گمراہ کر دینے والے ہیں۔

اگر تم اس سچے رسول پر ایمان نہ لاؤ گے تو جہنم میں جاؤ گے۔ عقل مندی سے کام

Marfat.com

لو اور سچے رسول کی پیروی کرو' بت کا خطاب سن کر ولید گھبرا گیا اور اپنے جھوٹے معبود کو زمین پر دے مارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے ہوئے باہر تشریف لے آئے۔ راستے میں ایک گھوڑے سوار سبز پوش ملا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور خون ٹپک رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا اے اللہ کے رسول میں جن ہوں' آپ کا غلام اور مسلمان ہوں' میں جبل طور پر رہتا ہوں' میں کچھ دنوں کے لئے کہیں گیا ہوا تھا واپسی پر گھر والوں نے مجھے بتایا کہ ایک کافر جن جس کا نام مسفر ہے وہ مکہ میں آکر ولید کے بت میں گھس گیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ آج وہ پھر گستاخی کرنے گیا تھا تاکہ لوگوں کو آپ کے خلاف کرے۔ اے اللہ کے رسول مجھے بہت غصہ آیا اور میں تلوار لے کر اس کے تعاقب میں نکلا اور اسے راستے ہی میں پکڑ کر قتل کر دیا اور پھر میں خود ولید کے بت میں جا کر بیٹھ گیا اور آج جس قدر بھی تقریر کی وہ میں نے ہی کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ واقعہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اس عاشق رسول جن کے لئے دعا فرمائی۔ (ملاحظہ کیجئے جامع المعجزات ص ۳۰-۲۹-۲۸)

مذکورہ بالا واقعات سے اہل عرب کے بگڑے ہوئے مزاج اور بتوں سے ان کی عقیدت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پورا عرب بت پرستی کے خول میں لپٹا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار بت پرستوں کی مذمت فرمائی۔ ان کے اور ان کے جھوٹے معبودوں کی مذمت میں آیات قرآنی کا نزول ہوا۔ اس بگڑی ہوئی قوم کو راہ حق دکھانے کے لئے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ اے میرے پیارے محبوب پیغمبر آپ اپنی زبان حق ترجمان سے ان بتوں کے پجاریوں کو کہہ دیں کہ "تمہارے بتوں نے زمین کا کون سا ذرہ بنایا یا کوئی آسمان کا حصہ بنایا تو کسی کتاب سے دلیل دے کر بتاؤ ان سے بڑھ کر گمراہ کون جو ایسے بتوں کو پوجتے ہیں جو قیامت تک نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں۔

(سورہ احقاف ۴۵)۔

Marfat.com

کہیں اس طرح ارشاد فرمایا

"یہ وہ بت ہیں جو خود بنائے گئے ہیں جو مردہ ہیں زندہ نہیں جنہیں یہ بھی پتا نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔" (سورہ نحل ۲۰-۲۱)

کہیں ارشاد فرمایا اے بت پرستو اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤ چلو میرا والی اللہ ہے اے بت پرستو! جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد ہرگز نہیں کرسکتے اور نہ خود اپنی مدد کرسکتے ہیں۔ (سورہ اعراف۔ ۱۹۷-۱۹۶-۱۹۵)

کہیں ارشاد فرمایا "اور اس کے سوا جن کو تم پوجتے ہو دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روائی نہ کرسکیں اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے۔"

(سورہ فاطر ۱۴)

اور کہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے یہ ارشاد ہوا۔

"اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے نہ نقصان تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ (سورہ انبیاء ۶۷)

اس کے علاوہ اور کئی آیات بھی بت پرستوں کی مذمت میں نازل ہوئیں آپ ان تمام آیات کا بار بار مطالعہ کریں اور ہر آیت کی تفسیر اپنے سر کی آنکھوں سے پڑھیں مجھے یقین ہے کہ ہر بار آپ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ مذکورہ بالا آیات من دون اللہ یعنی غیر اللہ بتوں کی مذمت مین اور کفار و مشرکین کے باطل اور مشرکانہ عقیدے کے بارے میں نازل ہوئیں۔

پیارے مسلمانو! اب میں اپنی گفتگو کے ایک ایسے نازک اور حساس موڑ پر آرہا ہوں جہاں ہر مسلمان کے ایمان کا دارومدار ہے جہاں آپ کی ذرا سی غفلت اور بے توجہی آپ کے متاع ایمان کو نیست و نابود کرسکتی ہے۔ لہٰذا میری آپ سے التجا ہے کہ اپنے ایمان اور ضمیر کی روشنی میں گفتگو کو سماعت فرمائیں۔

پیارے مسلمانو! اگر آپ کا ایمان کسی مولوی صاحب کے زیر اثر نہیں ہے تو از

Marfat.com

روئے ایمان بتائیے قرآن مجید میں جہاں یہ فرمایا گیا۔

"اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے نہ نقصان تف ہے تم پر اور بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو۔"

اس آیت کریمہ میں "اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہو" سے مراد بت ہیں یا انبیاء؟ ذرا بتائیے جو نفع اور نقصان نہ دے وہ بت ہیں یا انبیاء؟۔ ذرا یہ بھی بتائیے جن پر اللہ تعالیٰ نے نفرت سے "تف" کیا وہ بت ہیں یا انبیاء۔

یقیناً" ہر اہل ایمان کا یہی جواب ہو گا کہ وہ بت ہیں انبیاء اور اولیاء ہرگز نہیں۔ آپ قرآن مجید کا یہ ارشاد بھی پڑھ چکے ہیں جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو ایسے بتوں کو پوجتے ہیں جو قیامت تک نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں" از روئے ایمان بتائیے اس آیت کریمہ میں کن کو پوجنے کا ذکر ہے بتوں کو یا انبیاء کو؟ ذرا بتائیے!

"جو قیامت تک نہ سنیں" کس کے لئے فرمایا گیا؟ بتوں کے لئے یا انبیاء کے لئے؟ ذرا یہ بھی بتائیے "اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں"

کس کے لئے فرمایا بتوں کے لئے یا انبیاء کے لئے؟ میرا ایمان ہے ہر صاحب ایمان یہی جواب دے گا کہ بتوں کے لئے فرمایا گیا انبیاء یا اولیاء اللہ کے لئے ہرگز نہیں فرمایا۔

مسلمانو! آپ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی پڑھ چکے ہیں کہ۔

اے بت پرستو! اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ سے داؤ چلو میرا ولی اللہ ہے اے بت پرستو جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد ہرگز نہیں کرسکتے اور نہ خود اپنی مدد کرسکتے ہیں۔ از روئے ایمان بتائیے مذکورہ بالا ارشاد میں شریکوں کو پکارو! کس کے لئے فرمایا گیا بتوں کے لئے یا انبیاء کرام کے لئے؟ ذرا بتائیے "جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔"

کس کے لئے ارشاد فرمایا انبیاء کے لئے یا بتوں کے لئے۔ ذرا یہ بھی بتائیے "وہ تمہاری مدد ہرگز نہیں کرسکتے۔"

Marfat.com

کس کے لئے ارشاد فرمایا بتوں کے لئے یا انبیاء کے لئے۔

مجھے یقین ہے ہر صاحب ایمان یہی جواب دے گا کہ بتوں کے لئے ارشاد فرمایا۔ انبیاء و اولیاء کے لئے ہرگز یہ ارشاد نہیں۔

آپ نے قرآن مجید کا یہ ارشاد بھی سنا "اور اس کے سوا جن کو تم پوجتے ہو دانہ خرما کے چھلکے یعنی (کھجور کی گٹھلی) تک کے مالک نہیں تم انہیں پکارو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روائی نہ کر سکیں اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے۔ (سورہ فاطر ۱۴)

اپنے ایمان اور ضمیر سے بتایئے مذکورہ بالا ارشاد میں "وہ کھجور کی گٹھلی تک کے مالک نہیں" کس کیلئے ارشاد فرمایا بتوں کیلئے یا انبیاء کیلئے؟ ذرا یہ بھی بتایئے "وہ تمہاری پکار نہ سنیں گے" کس کیلئے ارشاد ہوا؟ بتوں کیلئے یا انبیاء کرام کے لئے؟

میرا یقین ہے ہر صاحب ایمان یہی کہے گا کہ بتوں کے لئے ارشاد فرمایا۔

مسلمانو! آپ قرآن مجید کا یہ ارشاد بھی پڑھ چکے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا' یہ وہ بت ہیں جو خود بنائے گئے ہیں۔ جو مردہ ہیں زندہ نہیں۔ جنہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

از روئے ایمان بتایئے مذکورہ آیت کریمہ میں "جو مردہ ہیں زندہ نہیں۔" کس کے لئے فرمایا۔ بتوں کے لئے یا انبیاء کرام کے لئے؟ "جنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے" کس کے لئے ارشاد فرمایا' بتوں کے لئے یا انبیاء کرام کے لئے۔

یقیناً" آپ کا یہی جواب ہو گا کہ بتوں کے لئے ارشاد فرمایا انبیاء اولیاء' شہداء کے لئے ہرگز یہ ارشاد نہیں۔ اس تمہید کے بعد اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں آج اگر کوئی مولوی یا قاری کسی دارالعلوم کا مفتی یا کسی جماعت کا امیر یا کسی سیاسی پارٹی کا سربراہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات کا ترجمہ یوں کرے۔

جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دیں نہ نقصان' جو زمین کا کوئی ذرہ نہ

Marfat.com

بنا سکیں۔ جن کا آسمان بنانے میں کوئی حصہ نہیں جنہیں یہ بھی خبر نہیں کہ ان کی پوجا کون کررہا ہے۔ جو سن نہیں سکتے جو کسی کی مدد نہیں کرسکتے۔ جو مردہ ہیں زندہ نہیں اور ان پر تف ہے۔

یہ بت نہیں بلکہ انبیاء اور اولیاء ہیں از روئے ایمان بتایئے یہ انبیاء کرام بالخصوص سرکار دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں گستاخی ہے یا نہیں؟ مسلمانو! یہ مقدمہ میں آپ کی عدالت میں پیش کرتا ہوں اور اس کا دوٹوک جواب آپ کو منصف بن کر دینا ہے۔ یہ خیال پیش نظر ہے ناموس رسالت کا معاملہ ہے آپ کی ذرا سی لاپرواہی' اقربا پروری آپ کے ایمان کا جنازہ نکال سکتی ہے۔ انتہائی دیانتداری اور غیر جانبداری کے ساتھ سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں کیا محبوبان خدا کو بے جان' مردہ بے خبر' بہرہ' مجبور و لاچار کہا جاسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہر انصاف پسند مسلمان یہی کہے گا کہ مذکورہ آیات کی روشنی میں انبیاء کرام اور اولیاء کرام ہرگز مردہ' بے خبر' لاچار' مجبور نہیں بلکہ یہ تمام باتیں بتوں کیلئے کہی گئی ہیں۔

مسلمانو! آپ یقین کریں یا نہ کریں مگر یہ حقیقت ہے کہ وہ آیات کریمہ جو بت پرستوں اور بتوں کی مذمت میں نازل ہوئیں بدنصیبی سے آج کچھ لوگ قرآن مجید کی ان مقدس آیات کا غلط ترجمہ کرکے اور اس کی من گھڑت تفسیر بیان کرکے مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں اور ان آیات مقدسہ کی روشنی میں یہ ثابت کررہے ہیں کہ انبیاء اور اولیاء کرام مردہ ہیں' بے خبر' بہرے' گونگے' لاچار' مجبور' عاجز ہیں اور ایسے عاجز کہ جو کھجور کی گٹھلی تک کے مالک نہیں' جو کسی کی پکار نہ سن سکیں' ایسے مردوں کو پکارنا شرک' ان کو حاجت روا' مشکل کشا اور مددگار سمجھنا شرک۔ گویا ان کی غلط تفسیر بیان کرکے اور اہل اسلام پر کفر و شرک کا الزام لگاکر دائرۂ اسلام سے خارج کیا جارہا ہے۔ عالم اسلام کو مشرک ثابت کرنے کے لئے مذکورہ بالا آیات کو بڑی شدومد کے ساتھ استعمال کیا جارہا ہے۔ یہی وہ آیات مقدسہ ہیں جن کے معنی کا غلط استعمال کرکے مقصد الٰہی کو بدل کر رکھ دیا گیا۔ جس کی وجہ سے آج امت واحدہ ایسے متحارب گروہوں میں تقسیم ہوکر رہ گئی جو

Marfat.com

اب آپس میں ایک ہونا تو درکنار ایک دوسرے کو سلام و کلام کرنا بھی گوارا نہیں کرتی۔
وہ امت جس کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے توحید الٰہی کے پرچم تلے جمع کرکے ایک کردیا تھا اور ایسا منظم و مستحکم کیا کہ کفر و الحاد کے زلزلے بھی اس کی بنیادوں کو نہ ہلاسکے' جن کے سامنے کفار و مشرکین کی ناپاک سازشیں اور فتنہ انگیز منصوبہ بندیاں بھی راکھ کا ڈھیر بن گئیں۔

وہ امت جو ایک جان ہو کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اہل باطل کامقابلہ کرتی اور اسے شکست فاش دیتی رہی مگر آہ! آج وہی امت فتنہ و فساد اور فرقہ پرستی کا شکار ہو کر رہ گئی۔

جن آیات میں بتوں کو پوجنے اور ان کو مدد کے لئے پکارنے کو شرک قرار دیا گیا انہی آیات کے غلط ترجمے اور من گھڑت تفسیر کرکے انبیاء' اولیاء کرام کو پکارنے کو شرک قرار دیا جانے لگا اور یہ کہا جانے لگا کہ جو لوگ اللہ کے سوا غیراللہ کو پکارتے ہیں یہ شرک ہے لہٰذا کسی غیراللہ سے مدد نہ لی جائے کسی نبی یا ولی' یا پیر کو مدد کے لئے پکارا نہ جائے۔ جو آیات اوپر بیان کی گئی ہیں ان سب کو انبیاء کرام اور اولیائے کرام سے منسوب کردیا۔

محترم مسلمانو! آپ پڑھ چکے ہیں کہ جن کو پکارنے یا جن سے مدد لینے کی ممانعت آئی ہے وہ بت ہیں انبیاء کرام یا اولیاء کرام ہرگز نہیں' جن آیات کریمہ میں من دون اللہ یا من دونہ آیا ہے ان سے مراد انبیاء کرام یا اولیاء کرام ہرگز نہیں کیونکہ من دون اللہ کے معنی ہیں اللہ کے غیر' یا اللہ سے ہٹے ہوئے اور جو اللہ تعالیٰ سے ہٹا ہوا ہوتا ہے وہ کبھی نبی یا ولی نہیں ہوتا۔ یقیناً" وہ بت ہیں اور بت اور ان کے پجاری سب کے سب جہنم میں جھونکے جائیں گے۔ قرآن مجید میں ان کے بارے میں واضح طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے۔

انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم (سورہ انبیاء ۹۸)

ترجمہ : بے شک تم اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں۔

Marfat.com

واضح ہوا کہ بت اور بت پرست سب جہنم میں جھونکے جائیں گے اور یہی وہ من دون اللہ یعنی غیر اللہ ہیں جن کی قرآن مجید میں مذمت فرمائی گئی۔ من دون اللہ سے مراد انبیاء یا اولیاء ہرگز نہیں۔ اگر یہاں من دون اللہ سے مراد انبیاء کرام یا اولیاء کرام کو لیا گیا تو کیا نعوذ باللہ وہ جہنمی ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ مقدس ہستیاں تو اللہ تعالٰی کی مقرب یعنی قریب ترین ہوتی ہیں اور جو اللہ تعالٰی کے مقرب ہوں وہ بت ہرگز نہیں ہو سکتے۔

مسلمانو! آخر وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے بتوں اور بت پرستوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات مقدسہ کا غلط ترجمہ کرکے اسے انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے منسوب کیا اور اس طرح مقصد الٰہی کو بدل کر رکھ دیا۔ خدا گواہ ہے جن لوگوں نے یہ گستاخانہ جرات کی اور جن کی کتابیں ایسے مذموم عقیدوں سے بھری ہوئی ہیں وہ علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابی ہیں۔ علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں نے قرآن مجید کی ان آیات کے منشاء کو بدل کر رکھ دیا۔ اس طرح قرآن مجید کی ان آیات کی تحریف کرکے اپنے ناپاک اور مذموم عقیدے کی بنیاد رکھی۔

اور ان آیات ہی کی روشنی میں انہوں نے انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے مدد لینے کو شرک قرار دیا۔

دیوبندی اور غیر مقلد وہابیوں کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے مذموم اور باطل عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

"مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اولیاء بھوت پری کی یہ شان نہیں۔ جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔"

(ملاحظہ ہو تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰ مولوی اسمٰعیل دہلوی)

دیوبندی جماعت کے دینی پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

"کسی کو دور سے پکارنا اور سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی کفر و شرک ہے۔"

(ملاحظہ ہو بہشتی زیور جلد اول صفحہ ۳۷)

اشرف علی تھانوی ایک اور جگہ لکھتے ہیں

Marfat.com

"یا شیخ عبدالقادر' یا شیخ سلیمان کا وظیفہ پڑھنا۔۔ ان کے مرتکب ہونے سے بالکل اسلام سے خارج ہو جاتا ہے مشرک بن جاتا ہے۔"

(ملاحظہ ہو فتاوٰی امدادیہ جلد چہارم صفحہ ۵۶)

مفتی دیوبند رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

"جب انبیاء علیہ السلام کو بھی غیب کا علم نہیں ہوتا تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔"

دیوبندی شیخ القرآن مولوی غلام اللہ لکھتے ہیں۔

کوئی (نبی ولی) کسی کے لئے حاجت روا اور مشکل کشا یا دستگیر کس طرح ہو سکتا ہے' ایسے عقائد والے پکے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں جو انہیں کافر اور مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔ (جواہر القرآن صفحہ ۱۴۷۔ مولوی غلام اللہ دیوبندی)

پیارے مسلمانو! علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں کے فتوؤں سے ثابت ہوا کہ علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام کو مددگار اور مشکل کشا سمجھنا کفر اور شرک ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اگر کوئی انسان کسی مخلوق کو معبود و مسجود سمجھ کر پکارتا ہے اور جس کو پکارتا ہے وہ انسان ہو یا فرشتہ' نبی ہو یا ولی' زندہ ہو یا مردہ' جاندار ہو یا بے جان اس کو معبود سمجھ کر پکارنا خواہ دور سے ہو یا نزدیک سے شرک ہے اور اگر اس نیت سے پکارا جائے کہ جس کو پکارا جارہا ہے وہ معبود نہیں تو ایسا پکارنا شرک ہرگز نہیں اور جو ایسے پکارنے کو شرک قرار دیتا ہے۔ وہ عقائد باطلہ کی پیداوار گمراہ اور بدمذہب ہے۔ جس پکارنے کو شریعت نے شرک قرار دیا ہے وہ ہر حال میں شرک ہی رہے گا اور جو شرک نہیں ہے وہ کسی کے کہنے سے ہرگز شرک نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ دور سے کسی کو پکارنا شرک ہے تو کیا کسی بت کو قریب بیٹھ کر پکارنا جائز ہو جائے گا؟ اب اگر یہ کہا جائے جناب یہ تو بے جان ہیں اس لئے انہیں نزدیک سے پکارنا بھی شرک ہے تو پھر ان لوگوں کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے گی

Marfat.com

جو زندہ نمرود کو معبود سمجھ کر کاسہ گدائی لئے فریادیں کرتے تھے اور اسے اپنا معبود سمجھتے تھے اس کے روبرو کھڑے ہو کر فریادیں کیا کرتے تھے۔

وہ اسے دور سے نہیں بلکہ نزدیک سے پکار رہے تھے۔ وہ بت کو نہیں زندہ کو پکار رہے تھے کیا وہ اہل ایمان ہو گئے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ مشرک ہیں لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ زندہ یا مردہ، نزدیک اور دور کی قید لگانا سب من گھڑت اور خود ساختہ باتیں ہیں۔

دیکھنا یہ ہے کہ پکارنے والا جس کو پکار رہا ہے، وہ کس عقیدہ اور نظریہ کے تحت پکار رہا ہے۔ اگر کسی کا کسی مخلوق کو پکارنا معبود سمجھ کر ہے تو یہ کھلا شرک ہے خواہ وہ دور ہو یا نزدیک زندہ ہو یا مردہ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں جو محبوبان خدا بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معبود سمجھ کر پکارتا ہو بلکہ اس کا تو عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور بندے ہیں جس کی گواہی وہ پانچوں وقت اذانوں اور نمازوں میں اشھد ان محمدا" عبدہ و رسولہ کہہ کر دیتا ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

جب ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا رسول اللہ" کہہ کر مدد کے لئے پکارنا یا آپ کی بارگاہ میں درود و سلام پڑھنا کیونکر شرک ہو گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس نے میری قبر پر درود پڑھا اسے میں خود سنوں گا اور جو دور سے مجھ پر درود پڑھے اسے مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔

(ملاحظہ ہو مشکوۃ شریف جلد اول صفحہ ۸۷)

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کی روشنی میں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف وہ پکار سنتے ہیں جو روضہ انور پر کھڑے ہو کر کی جائے دور سے پڑھے جانے والے درود یا کسی پکار کو نہیں سنتے لہٰذا دور سے یا محمد اور یا رسول اللہ، یا نبی اللہ یا رحمت اللعالمین کہنا بے کار اور بے فائدہ ہے تو ان لوگوں کے لئے یہ جواب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کا درود خود سنتے ہیں خواہ وہ قریب ہو یا دور۔ دور و نزدیک کا فرق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہرگز نہیں۔

Marfat.com

دیکھنے والوں کی نظر کا فرق ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک ادنیٰ امتی حضرت آصف بن برخیا نے سینکڑوں میل کی مسافت سے ایک بھاری وزنی تخت پلک جھپکنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں لاکر رکھ دیا۔ جبکہ وہ مجلس سے غیر حاضر بھی نہیں ہوا جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ محبوبان خدا کے سامنے دور و نزدیک یکساں ہوتے ہیں۔ جس سے یہ واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبین کو دور سے پکارنا' ندا کرنے والے کے لئے تو دور اور غائبانہ ہو سکتا ہے اللہ والوں کے لئے دور و نزدیک اور حاضر و غائب سب یکساں ہیں۔

پیارے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی کائنات بنائی کیونکہ انسان کو پیدا ہونا تھا اور انسان اس لئے پیدا ہوا کہ اس کائنات میں رہنا تھا تاکہ وہ اشرف المخلوقات اور خدا کا نائب کہلائے۔

ساری دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے سب کچھ اشرف المخلوقات انسان ہی کے لئے ہے۔ مگر کبھی یہ سوچا ہے یہ انسان کس کے لئے ہے؟ غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ انسان بھی انسان ہی کے لئے ہے۔ کائنات کی تمام چیزیں انسان کی مدد اور خدمت کے لئے' جب کہ ایک انسان بھی دوسرے انسان کی مدد اور ضرورت کے لئے ہے۔ انسان کو زندہ رہنے کے لئے ہر ہر قدم پر دوسرے انسان کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایک دوسرے کی مدد کے بغیر نہ تو وہ اپنی کسی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے اور نہ ہی دنیاوی حالات کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ نظام کائنات کے چلنے کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں اور آپ میرا ہاتھ بٹائیں۔ آپ میرے کام آئیں میں آپ کے کام آؤں۔ آپ میری مدد کریں میں آپ کی مدد کروں۔ اگر ایسا نہ ہو تو زندگی تلخ ہو جائے۔ دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے۔

زیادہ دور نہ جائیے گھر کے ایک کنبہ کو لے لیجئے۔ جس میں ایک شوہر ایک بیوی اور ایک بچہ ہے اگر ہر ایک اپنی مرضی کا مالک بن جائے اور یہ تصور کر لے کہ کسی کو ایک دوسرے کے سہارے کی ضرورت نہیں۔ شوہر بیوی کو تنخواہ لاکر نہ دے' بیوی شوہر کے

Marfat.com

لئے کھانا نہ پکائے۔ بچہ دونوں میں سے کسی کا حکم نہ مانے' بچے کو فیس کی ضرورت ہے مگر وہ نہ مانگے۔ شوہر بیمار ہے ہلنے جلنے کی طاقت نہیں بیوی دور بیٹھی رہے خدمت نہ کرے۔ بچہ بھوک سے بلک رہا ہے مگر ماں کا پکایا ہوا کھا نہیں سکتا۔ ذرا تصور کیجئے کیا ایسے کنبے کے افراد کے لئے زندگی گزارنا ممکن ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر انسان کو دوسرے انسان کی مدد کی ضرورت ہے۔ اگر آپ بیمار ہیں تو ڈاکٹر کی مدد کی ضرورت' اگر آپ ڈاکٹر ہیں تو حصول روزی کے لئے مریضوں کی ضرورت۔

اگر آپکو سفر پر جانا ہے تو سواری کی ضرورت۔ حصول رزق کے لئے ڈرائیور کو سوار کی ضرورت۔ عمارت بنانے کے لئے آپ کو انجینئر یا مزدوروں کی ضرورت' انہیں آپ کی مدد کی ضرورت۔ مل آنرز کو مزدوروں اور اسٹاف کی مدد کی ضرورت جب کہ مزدوروں کو ملازمت کی ضرورت ہے۔ طالب علم استاد کی مدد کے بغیر تعلیم حاصل نہیں کرسکتا۔ آپ کے علاقے کی مسجد آپ کی مدد کے بغیر تعمیر نہیں ہوسکتی آپ کو مولوی کی ضرورت' نماز کیلئے ضرورت' نکاح کیلئے ضرورت' نماز جنازہ کیلئے ضرورت' قرآن سیکھنے کیلئے ضرورت۔ مولوی کو آپ کی ضرورت۔ آپ ہوں گے تو جماعت ہوگی کوئی نہ ہو تو جماعت نہ ہو۔ آپ مدد کریں گے تو مولوی کو تنخواہ ملے گی آپ تعاون نہ کریں تو تنخواہ ادا نہ ہو۔ آپ کے بڑے بڑے دینی دارالعلوم قربانی کی کھالوں' زکوٰۃ' فطرہ' صدقہ' خیرات کی مدد کے بغیر نہیں چل سکتے۔ آپ کے جسم پر کپڑے درزی کی مدد کے بغیر نہیں آسکتے۔

اگر کوئی ہوٹل والے سے کھانا طلب کرتا ہے تو وہ کھانا اللہ سمجھ کر طلب نہیں کرتا بلکہ اس کا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ تمام ضروریات زندگی کا حقیقی دینے والا تو اللہ ہی ہے مگر یہ ہوٹل والا اللہ ہی کے اذن و حکم اور دی ہوئی طاقت سے ہمیں کھانا دے رہا ہے اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو ہوٹل والا ہمیں ایک دانہ بھی نہیں دے سکتا۔ بتایئے اس طرح مخلوق سے مدد مانگنا شرک ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہاں اگر کسی شخص سے اس نیت اور عقیدے کے تحت مدد مانگی جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرح ذاتی قدرت و تصرف والا ہے

Marfat.com

اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اذن کے بغیر اپنی ذات' اختیار اور طاقت سے ہماری مدد کر سکتا ہے تو اس طرح مخلوق سے مدد مانگنا کھلا شرک ہے۔ ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ حقیقی مددگار صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے کسی کو یہ طاقت و اختیار نہیں کہ کچھ عطا کرے یا عطا کروا دے۔ اللہ ہی دیتا ہے اور اللہ ہی دلاتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی غیر سے مدد طلب کرنا دراصل اللہ ہی کی مدد و عطا سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مخلوق سے مدد مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا یھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم (سورہ محمد آیت ۷)

ترجمہ : اے ایمان والو اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

محترم مسلمانو! اگر تھوڑی سی توجہ کے ساتھ مذکورہ آیت پر غور کرلیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد دیوبندیوں اور غیر مقلد وہابیوں کے خود ساختہ من گھڑت عقیدے کو کتنے واضح الفاظ میں بے نقاب کر رہا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ دین و دنیا میں حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا نہیں' اللہ پاک اپنے دین کی حفاظت جس بہتر انداز سے کر سکتا ہے کوئی دوسرا ہرگز نہیں کر سکتا مگر اس کے باوجود وہ اپنے دین اسلام کی بقاء و سلامتی کے لئے اپنے ہی بندوں کو مدد کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ اگر مخلوق سے مدد مانگنا شرک ہے تو خدارا انصاف سے بتایئے کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مدد کا حکم فرما کر شرک کی تعلیم دے رہا ہے؟ (نعوذ باللہ)۔ جب خالق مخلوق سے مدد کا حکم دے سکتا ہے تو کیا مخلوق مخلوق سے مدد نہیں مانگ سکتی؟ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا حقیقی مددگار ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت و اختیار سے محبوبان خدا بھی مددگار ہیں۔ یہ کوئی میرے عقیدہ و نظریہ کی بات نہیں بلکہ قرآن کی دی ہوئی تعلیم بھی یہی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فان اللہ ھو مولہ وجبریل وصالح المومنین والملئکہ بعد ذلک ظھیر

(سورہ تحریم آیت ۴)

ترجمہ : تو بے شک ان کا مددگار اللہ ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور

Marfat.com

اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

مسلمانو! قرآن مجید پر آپ کا اور میرا سب کا ایمان ہے۔ قرآن مجید کی اس مقدس آیت پر غور فرمایئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان قیامت تک کے لئے نافذ العمل ہے۔ کتنے واضح اور دوٹوک الفاظ میں اللہ تعالیٰ اس حقیقت کا اظہار فرمارہا ہے کہ مدد کرنے والا اگر اللہ تعالیٰ ہے تو جرائیل علیہ السلام بھی ہیں اگر نیک اور صالح مومن بندے مددگار ہیں تو فرشتے بھی مددگار ہیں۔

محترم مسلمانو! آپ پڑھ چکے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کی حتیٰ کہ حضرت جرائیل امین بھی مدد کرنے تشریف لے آئے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مدد لینے سے انکار اس لئے نہیں کیا تھا کہ مخلوق سے مدد لینا شرک ہے بلکہ ان کا انکار اس وجہ سے تھا کہ آپ تسلیم و رضا کے ایسے مقام پر فائز تھے جہاں آپ کی نظر صرف اللہ تعالیٰ کی رضا پر تھی اور مرضی الٰہی مقصود تھی۔ ذرا سوچئے اگر مخلوق سے مدد لینا شرک ہے اور اللہ کے مقبول بندے مدد نہیں کرسکتے تو پھر فرشتوں نے بارگاہ الٰہی میں یہ کیوں کہا کہ اے پروردگار تو ہمیں اجازت دے کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدد کریں۔ اگر وہ مدد کے اہل نہیں تھے تو پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ کیوں نہ فرمایا اے فرشتو تم مدد کرہی نہیں سکتے بلکہ فرمایا اگر میرا خلیل تم سے مدد لینا چاہے تو بے شک تم مدد کرو۔

یہ حقیقت ہے کہ بحکم الٰہی اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے انبیاء و اولیاء اور فرشتے مدد کرنے کی خداداد قوت رکھتے ہیں اور یہ برگزیدہ ہستیاں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے مظاہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا ان اللہ والوں کے ذریعے اظہار ہوتا ہے۔ ایک مسلمان اپنے رسول سے اپنی مغفرت کے لئے مدد مانگتا ہے اور جوش محبت میں "یارسول اللّٰہ اسئلک الشفاعتہ" کا نعرہ بلند کرتا ہے یا محبوبان خدا اولیاء اللہ سے ان کی توجہ ان کا فیض پانے یا اپنی مشکلات کو دور کرنے کی غرض سے ان کی مدد طلب کرتا ہے اور دل میں عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کرام اللہ تعالیٰ ہی کے محبوب و مقرب بندے اور افضل و اعلیٰ مخلوق ہیں اور ان مقدس بندوں کے پاس جو قدرت و طاقت تصرف و

Marfat.com

اختیارات ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی کے عطا کردہ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کے اذن و حکم سے امداد فرماتے ہیں۔

تو پھر کون ہے جو یہ کہے کہ یہ عمل شرک و کفر ہے اور ایاک نستعین کی مقدس تعلیم کے خلاف ہے۔ مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ دیوبندی وہابیوں نے اس واضح اور صاف ستھرے عقیدے کو اس قدر پیچیدہ کردیا ہے کہ جو آیات بت پرستوں کے خلاف بتوں کی مذمت میں نازل ہوئیں ان آیات مقدسہ کو انبیاء علیہم السلام سے منسوب کردیا۔ بتوں کے مقام پر انبیاء اولیاء کو لا کھڑا کیا اور دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کے صاف و شفاف دامن توحید پر شرک کی ناپاک و نجس کیچڑ لگادی گئی اور اپنی زبانوں کی برچھیوں اور نوک قلم کے تیروں سے مسلمانان عالم کی رگ ایمانی کو زخمی کرکے رکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے مدد طلب کرنا کئی آیات سے ثابت ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

واذاخذ اللہ میثاق النبین (سورہ آل عمران آیت۸۱)

ترجمہ : اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) یاد کیجئے جب اللہ نے عہد لیا تمام انبیاء سے

اس آیت کریمہ میں ایک عہد وفا کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے لیا وہ عہد کیا ہے۔ آیئے قرآن ہی سے سنتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ

(سورہ آل عمران آیت۸۱)

ترجمہ : پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔

پیارے مسلمانو! خدارا انصاف کیجئے کہ اس آیت مقدسہ میں کتنے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں تمام انبیاء کرام سے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد لیا جارہا ہے بلکہ تاکید بھی کی گئی۔

قال ءاقررتم

Marfat.com

کیا تم اقرار کرتے ہو' جب مدد کرنے کی تاکید خود اللہ تعالیٰ فرمائے تو بھلا انبیاء اس سے انکار کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ عرض کرنے لگے۔

قالوا اقررنا

"بولے ہم نے اقرار کیا۔" جب تمام انبیاء کرام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فاشهدوا وانا معكم من الشهدين (سورہ آل عمران آیت ۸۱)

ترجمہ : تو اب گواہ بن جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

محترم مسلمان بھائیو! خدارا ذرا سوچئے تو سہی اس پوری آیت قرآنی میں اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہو کر انبیاء کرام کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے کا حکم ارشاد فرما رہا ہے اور خود بھی گواہ بن رہا ہے۔ اگر مخلوق سے مدد مانگنا اور ان کو مددگار سمجھنا شرک و کفر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی ان سے عہد نہ لیتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقرب اور محبوب بندے مدد کرتے ہیں۔

قرآن مجید کا ایک حکم اور سنئے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

انما وليكم الله ورسوله والذين امنو الذين يقيمون الصلوه

(سورہ المائدہ آیت ۵۵)

ترجمہ : تمہارا مددگار وہی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان والے ہیں کہ نماز قائم کرتے ہیں۔

غور فرمائیے کتنا واضح فرمان ہے اگر مددگار اور کارساز اللہ تعالیٰ ہے تو بحکم الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مددگار ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی مددگار ہیں۔ اگر صرف یہی کہا جائے کہ اللہ ہی مددگار ہے انبیاء و جبریل و ملائکہ اور نیک بندے مددگار نہیں تو ایسا عقیدہ قرآن کی آیتوں کے منکروں کا ہے مومنوں کا نہیں۔ مومن جہاں اللہ تعالیٰ کو اپنا مددگار مانتے ہیں وہاں ازروئے قرآن اللہ تعالیٰ کے محبوبوں

Marfat.com

کو بھی مددگار مانتے ہیں۔ اوپر دی گئی آیت میں ولیکم کا معنی دیوبندیوں اور وہابیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے مددگار ہی لکھا ہے۔ دیکھئے آیت

"ان ولی" (سورہ اعراف ۱۹۶) ترجمہ : "میرا مددگار اللہ"

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "ہمیشہ میرا بندہ نفلوں کے ساتھ میرا مقرب بنتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں پس جب میں اس کو دوست بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

(ملاحظہ کیجئے بخاری شریف جلد چہارم صفحہ ۸۱)

اس حدیث قدسی میں خود اللہ تعالیٰ نے قدسی صفات محبوبان خدا کا مقام بیان فرمایا ہے لہٰذا جو کوئی انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے دور و نزدیک سے سننے' دیکھنے اور تصرف فرمانے کا انکار کرے گا دراصل وہ قدرت خداوندی کا انکار کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تو یہ شان ہے کہ وہ دور و نزدیک سے سنتا اور دیکھتا ہے۔ اور جو انکار کرے یقیناً" وہ اسلام اور اس کی تعلیمات کا منکر ہے۔ مقام غور و فکر ہے جب محبان الٰہی کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ہو' جب ان کا سننا اللہ تعالیٰ کا سننا ہو' جب ان کا پکڑنا اللہ تعالیٰ کا پکڑنا ہو تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان مقدس ہستیوں کی مدد اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہو۔ فرق صرف اتنا ہے حقیقی مددگار صرف اللہ ہی ہے اور اس کی یہ صفت ذاتی ہے جبکہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی یہ صفت ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔ مذکورہ بالا حدیث قدسی کی شرح میں امام المفسرین حضرت علامہ فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

جب بندہ اطاعت کی پابندی کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس بندے کا کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔ بس جب وہ نور جلالت اس کے کان بن جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک سے سنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھ بن جاتا

Marfat.com

ہے تو وہ بندہ دور و نزدیک سے دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کا ہاتھ بن جاتا ہے تو بندہ مشکل اور آسانی میں دور و نزدیک سے تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

(ملاحظہ کیجئے تفسیر کبیر جلد پنجم ۷۶۴ مطبوعہ مصر)

محترم مسلمانو! اس حدیث قدسی کی شرح کو سننے کے بعد یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب بندے سنتے بھی ہیں دیکھتے بھی ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں۔ یہ مقدس بندے خواہ زندہ ہوں یا انتقال فرما چکے ہوں۔ دونوں صورتوں میں تصرف کرتے ہیں اور امداد فرماتے ہیں۔ اللہ کے نیک اور محبوب بندے بعد انتقال کے بھی زندہ ہوتے ہیں۔ وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ضرور ہوتے ہیں مگر ہم ان سے اوجھل نہیں ہوتے۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی یہ فرمایا "اور جنہیں اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی مدد کریں۔"

وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں مردہ ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے۔ تف ہے تم پر اور ان پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو۔

"اور ان سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں۔"

یہ تمام آیات مبارکہ بت پرستوں کی مذمت میں نازل ہوئیں جو بتوں کو پوجتے اور انہیں اپنا معبود مانتے۔ ان آیات مقدسہ سے مراد ہرگز انبیاء یا اولیاء اللہ نہیں۔ دنیا میں کوئی مسلمان ایسا نہیں جو کسی نبی کی یا ولی کی پوجا کرتا ہو کیونکہ کسی غیر کو پوجنا شرک ہے۔ ان تمام آیات میں پوجنے کا ذکر آیا جو کفار و مشرکین کا عمل تھا مگر افسوس ہے ان وہابیوں اور دیوبندیوں پر کہ جنہوں نے قرآن مجید کی آیات کے غلط ترجمے کر کے سیدھے سادے مسلمانوں کو علی الاعلان مشرک بنانا شروع کر دیا۔ کیا یہ ہمالیہ کی چوٹی سے زیادہ بڑا ظلم نہیں کہ جو آیات بت پرستوں کی مذمت اور بتوں کے خلاف نازل ہوئیں ان آیات مقدسہ کو انبیاء اور اولیاء سے منسوب کر دیا۔ یہی وہ آیات ہیں جنہیں پڑھ پڑھ کر آج

Marfat.com

وہابی فرقہ مسلمانوں کو گمراہی کی راہ پر ڈال رہا ہے۔ قرآن مجید کی ان ہی آیات کے معنی میں مزید ترمیم کر کے کہیں "غیر اللہ کو مت پکارو" کا جملہ استعمال کیا جارہا ہے۔ کہیں "یا اللہ مدد" کا نعرہ بلند کیا جارہا ہے۔ کتنا پر فریب اور خوبصورت انداز ہے کہ جس سے کوئی مسلمان انکار ہی نہ کرسکے۔ مگر ان خوبصورت نعروں کے پیچھے ایک خوفناک عقیدہ پوشیدہ ہے اس کے مطابق دنیائے اسلام کا بڑے سے بڑا محدث، مفکر، مفسر، آئمہ دین، بزرگان دین کا دامن بھی شرک و کفر کی نجس اور گندی کیچڑ سے آلودہ ہونے سے نہیں بچ سکتا۔ اس حقیقت کو جاننے کے لئے صحابہ کرام اور عالم اسلام کی ان مقتدر ہستیوں کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں کہ جن کی زندگی ہر مسلمان کے لئے مثل نمونہ ہے۔ ان کی طرز زندگی سے ہمیں یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوگا کہ ان کے نزدیک مخلوق کو مدد کے لئے پکارنا "یارسول اللہ" کا نعرہ بلند کرنا جائز تھا یا ناجائز۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام مسیلمہ کذاب سے جہاد کررہے تھے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس قدر سختیاں جھیلیں کہ پاؤں اکھڑنے لگے۔ اس سے پہلے کہ مسلمان میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرتے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی اس حالت کا اندازہ لگالیا اور مسلمانوں کے حوصلے بلند کرنے کے لئے مسلمانوں کے شعار کے مطابق نعرہ بلند کیا۔ یا محمداہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

چنانچہ ہر صحابی کی زبان پر بھی یہی صدا تھی یا محمد یا محمدہ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اس نعرہ کا یہ اثر ہوا کہ مسیلمہ کذاب مسلمانوں کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا اور اس کی فوج شکست سے دوچار ہوئی۔

(ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۲۴ جلد ۶۔ ابن اثیر صفحہ ۱۵۲ جلد ۳)

ذرا غور فرمایئے اس جنگ میں تمام صحابہ کرام ہی تھے کوئی غیر صحابی نہیں تھا اور مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور تھے جبکہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم چند روز قبل وصال فرماچکے تھے اور آپ کا مزار شریف مدینہ منورہ میں تھا۔ ذرا بتایئے صحابہ کرام

Marfat.com

کا سینکڑوں میل کی دوری سے یا محمد پکارنا شرک تھا؟ کیا وہ تمام صحابہ کرام مشرک تھے؟ نعوذ باللہ۔ جواب اپنے ضمیر سے لیجئے کسی مولوی سے تصدیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ

لباس خضر میں رہزن ہزار پھرتے ہیں
ہے جینے کی آرزو تو پہچان پیدا کر

اور سنئے

صحابہ کرام کے زمانے میں' صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین' عیسائیوں سے جہاد میں مصروف تھے۔ مسلمانوں کی کمان صحابی رسول حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔ دوران جنگ عیسائی کلمہ کفر بولتے اور صلیب سے مدد مانگتے تھے مگر مسلمان ان کے مقابلے میں النصر النصر یا محمد یا محمد (مدد کر مدد کر اے محمد اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا نعرہ بلند کرتے۔

(ملاحظہ ہو فتوح الشام اردو جلد دوئم صفحہ ۳۸۵ امام واقدی رحمتہ اللہ علیہ)

مسلمانو! تاریخ اسلام کے اس سچے اور ایمان افروز واقعہ پر غور فرمایئے کہ صحابہ کرام اور تابعین کی اس مقدس جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی اور یا محمد کا ایمان افروز نعرہ بلند کیا اور سینکڑوں میل کی دوری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا۔ ذرا بتایئے کیا یہ سب مشرک تھے؟ نعوذ باللہ کیا ان کو آپ مشرک کہیں گے؟ اگر آپ کا ضمیر زندہ ہے تو فیصلہ اپنے ضمیر سے کیجئے۔

اور سنئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے وصال کے بعد بارگاہ رسالت میں یوں عرض کی

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا وکنت بنا براً ولم تک جافیا وکنت رحیما ما دیا

ترجمہ : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری امید اور ہمارے محسن تھے جفا کار

Marfat.com

نہ تھے آپ بڑے مہربان تھے۔

(ملاحظہ ہو طبقات ابن سعد جلد دوئم زرقانی علی المواہب جلد ہشتم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر انوار پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوتے تو عرض کرتے۔

بابی انت وامی یا رسول اللہ

ترجمہ : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

(ملاحظہ ہو السیرۃ النبویہ از مفتی مکہ زینی وحلان)

حضرت ابو جواز بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینے میں سخت قحط پڑ گیا لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی جانب دریچہ کھول دیں تاکہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی حائل نہ رہے۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس زور کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ پیدا ہوا اور اونٹ فربہ ہو گئے اور ان کی چربی پھٹے جاتی تھی اور اس سال کو لوگ خوشحالی کا سال کہنے لگے۔

(ملاحظہ کیجئے مشکوۃ شریف صفحہ ۵۴۵۔ جذب القلوب صفحہ ۲۲۱)

محترم مسلمانو! اوپر دیئے گئے واقعہ میں غور طلب بات یہ ہے کہ لوگ آخر ام المومنین کے پاس شکایت لے کر کیوں گئے۔ براہ راست اللہ تعالیٰ ہی سے دعا کیوں نہ مانگی اور اگر غیر سے مدد طلب کر کے انہوں نے شرک کر ہی لیا تھا تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چاہیئے تھا کہ وہ انہیں نماز استسقاء کا حکم دیتیں۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کا دریچہ کھلوانے کا حکم ارشاد فرمایا اگر ام المومنین نے دیوبندیوں کے اس خود ساختہ شرک کا حکم دے ہی دیا تھا تو جنہیں حکم دیا گیا تھا وہ بھی تو صحابہ کرام اور تابعین کرام تھے۔ انہوں نے اس گمراہی پر ام المومنین کی (نعوذ باللہ) اصلاح کیوں نہ کی۔ ام المومنین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے مدد طلب کی، بتایئے دیوبندیوں اور وہابیوں کا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی

Marfat.com

اللہ عنہا کے بارے میں کیا عقیدہ ہے کہ جنہوں نے بارش ہونے کا دارومدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو ٹھہرایا۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کو جب یزیدی لشکر نے گرفتار کر کے ملک شام کے قید خانے میں قید کر دیا تو آپ نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کی۔

یا رحمت اللعالمین ادرک لزین العابدین
محبوس اید الظالمین فی موکب المزدحم

ترجمہ : اے رحمت اللعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) زین العابدین کی مدد کیجئے جو سواروں کے ہجوم کے اندر ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے۔

کروڑوں حنفی مسلمانوں کے امام و پیشوا سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ قصیدہ نعمان میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

یا سیدالسادات جئتک قاصداً
ارجو رضاک و احتمی بحماک

ترجمہ : اے سرداروں کے سردار میں خلوص دل کے ساتھ آپ کے حضور آیا ہوں اور اپنے آپ کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

حضرت علامہ بوصیری رحمتہ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ
سواک عند الحلول الحارث العمم

ترجمہ : اے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ بزرگ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ میں مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں۔

حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

چوں سوئے من گزر آری من مسکین ناداری
فدائے نقشِ نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ

Marfat.com

ترجمہ : اس مسکین اور نادار کی طرف بھی کاش قدم رنجہ فرمائیں تو پھر آپ کے نعلین شریف کے نقش پر فدا ہو جاؤں گا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ابو بکر اقطع رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا۔ پانچ روز متواتر گزر گئے کہ ایک لقمہ بھی میسر نہ ہوا۔ آخر روضہ اطہر پر حاضری دی اور عرض کر دیا۔

انا ضعیفک یا رسول اللہ

یا رسول اللہ میں آپ کا مہمان ہوں۔ اتنا کہہ کر سو گیا خواب میں دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دائیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں جانب اور شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے آگے تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے مجھے آکر فرمایا کہ اٹھو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ میں اٹھا اور آپ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔ آپ نے ایک روٹی عنایت فرمائی میں نے کھانی شروع کی جب بیدار ہوا تو روٹی کا بچا ہوا ٹکڑا میرے ہاتھ میں تھا۔

(ملاحظہ کیجئے جذب القلوب صفحہ ۲۲۳)

مسلمانو! انصاف کا دامن اپنے ہاتھوں سے ہرگز نہ چھوڑیئے اور از روئے ایمان بے لاگ ہو کر بتایئے کہ صحابہ کرام نے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کہہ کر مدد کے لئے پکارا یا نہیں؟ انصر انصر یا محمد یا محمد (مدد کر مدد کر) کا نعرہ بلند کیا یا نہیں؟

حضرت زین العابدین' حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور دیگر بزرگان دین نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے مصیبت میں مدد کی بھیک اور رحم کی درخواست کی یا نہیں۔ سچ بتایئے اگر اللہ کے سوا مدد لینا شرک و کفر ہے تو یہ مقتدر ہستیاں شرک کی زد میں آئیں یا نہیں؟ یقیناً" آئیں۔

لہذا یہ ماننا ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کے لئے پکارنا مسلمانوں کا ہمیشہ ہی سے معمول رہا ہے اور اسے حرام اور شرک قرار دینا دور صحابہ سے اب تک تمام

Marfat.com

مسلمانوں کو مشرک قرار دیتا ہے۔ پیارے مسلمانو! مذکورہ بالا حقائق سے واضح ہو چکا ہے وہ صحابہ کرام سے لیکر تابعین تک، تابعین سے لیکر صوفیائے کرام اولیاء عظام تک ہر زمانے میں مسلمان بارگاہ رسالت میں ندا کے ساتھ فریاد کرتے رہے اور بارگاہ رسالت میں یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا نبی اللہ، یا رسول اللہ، یا رحمت اللعالمین، یا خاتم النبین کہہ کر ندا کرتے رہے اور اپنے اسلاف کے انہی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے دور حاضرہ کے مسلمان بھی بارگاہ رسالت میں یہی ندا کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

حکیم الامت شاعر مشرق مصور پاکستان حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس طرح ندا کرتے ہیں۔

با خدا در گویم با تو گویم آشکار
یا رسول اللہ او پنہاں او تو پیدائے من

ترجمہ : اللہ سے پردہ میں کہتا ہوں آپ سے برملا کہتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول وہ (اللہ) پوشیدہ ہے اور آپ ظاہر ہیں (ملاحظہ ہو اقبال اور عشق رسول)

حضرت امام احمد رضا خان قندھاری فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے۔

جناب الحاج عبدالستار نیازی صاحب عرض کرتے ہیں

سرکش جو تھے مائل ہوئے دشمن جو تھے قائل ہوئے
مسحور کن تھا کس قدر یا مصطفیٰ لہجہ تیرا

عاشق رسول امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ محمد الیاس قادری بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔

گھٹائیں غم کی چھائیں دل پریشاں یا رسول اللہ
تم ہی ہو میرے درد و دکھ کا درماں یا رسول اللہ

جناب محترم جمیل قادری صاحب اس طرح عرض کرتے ہیں۔

Marfat.com

ایسی قدرت نے تری صورت سنواری یا رسول
دونوں عالم کو ہوئی یہ شکل پیاری یا رسول

پیارے مسلمانو! دور حاضر کے چند شعراء کے اشعار پڑھ کر آپ اس حقیقت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان اشعار میں جن شعراء نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ کہہ کر پکارا یہ وہی طریقہ ہے جو دور صحابہ سے بزرگان دین تک چلتا رہا جو سلف صالحین کی اتباع ہے جو ہرگز شرک و بدعت نہیں۔

مشہور محدث حضرت علامہ ابن نووی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور و معروف تصنیف الاذکار میں ایک حدیث مبارکہ نقل فرماتے ہیں۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

واذا انفلتت ابتہ فلینار اعینونی یا عباداللہ۔

ترجمہ : تم میں سے جب کسی کا جانور بھاگ جائے تو پکار کر کہے کہ اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

(ملاحظہ کیجئے کتاب الاذکار امام نووی رحمتہ اللہ شارح صحیح مسلم شریف صفحہ ۱۰۰)

اس حدیث مبارکہ کو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر محدث علامہ نووی جو کہ شارح مسلم شریف بھی ہیں نے اپنی مشہور و معروف کتاب الاذکار میں نقل فرمائی ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں خود آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم ارشاد فرمائی ہے کہ مشکل میں اعینونی یا عباد اللہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہو۔ ذرا سوچئے اگر مخلوق سے مدد لینا شرک ہوتا تو حضور سرور کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اس کی تعلیم کیوں فرماتے۔

حضرت علامہ محدث ابن جزری رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور و معروف کتاب میں ایک حدیث مبارکہ تحریر فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباداللہ اعینونی یا عباداللہ اعینوںی۔

Marfat.com

ترجمہ : اگر مدد چاہتے ہو تو کہو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

(ملاحظہ کیجئے حصن حصین صفحہ ۲۰۲ علامہ ابن جزری رحمتہ اللہ علیہ)

محترم مسلمان بھائیو اس حدیث پاک کے صحیح ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ بڑے بڑے بزرگان دین نے۔

اعینونی یاعباداللہ۔

کی حدیث پاک پر عمل کیا۔ شارح مسلم حضرت نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک بہت بڑے بزرگ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ میری خچر بھاگ گئی اور مجھے یہ حدیث شریف کہ "تم میں اگر کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو یوں پکار کر کہے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو" یاد تھی تو میں نے فوراً"

اعینونی یاعباداللہ۔

کہہ کر پکارا تو اللہ تعالیٰ نے اس خچر کو اسی وقت روک دیا۔

(ملاحظہ کیجیے کتاب الاذکار صفحہ نمبر ۲۰۱ علامہ نووی رحمتہ علیہ)

علامہ نووی رحمتہ اللہ علیہ خود اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں ذرا اسے بھی سن لیجئے آپ فرماتے ہیں "میں خود ایک جماعت کے ساتھ جارہا تھا کہ ہمارا چوپایہ بھاگ گیا ہم سب اس کو پکڑنے سے عاجز آگئے تو میں نے بھی یہی اعینونی یاعباداللہ کہا تو چوپایہ فی الفور رک گیا اور ہم کو مل گیا۔

(کتاب الاذکار صفحہ ۱۰۰ علامہ نووی رحمتہ اللہ علیہ)

محترم بھائیو غور فرمایئے کہ ہمارے اسلاف نے کس طرح اعینونی یا عباداللہ کی حدیث پر عمل کیا جس سے واضح ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے مشکلات کو دور کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

پیارے مسلمانو! یہاں میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابی سنی مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ پکارنا اور ندا کرنا صرف اللہ کے لئے

Marfat.com

مخصوص ہے کسی غیر کے لئے ہرگز نہیں کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ادعونی استجب لکم (القرآن)

ترجمہ : مجھے پکارو اور مجھ سے دعا کرو میں قبول کرتا ہوں۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا (سورہ جن ۱۸)

ترجمہ : مسجدیں اللہ کی ہیں تو تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

اغیر اللہ تدعون ان کنتم صادقین (سورہ انعام ۴۰)

ترجمہ : اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو کیوں پکارتے ہو۔

علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں کا یہ کہنا ہے کہ اسی طرح کی اور بھی کئی آیات کریمہ ہیں جن میں غیر کو پکارنے سے منع کیا ہے کہ تم صرف اور صرف اللہ کو پکارو لہٰذا ان آیات کریمہ کی روشنی میں کسی نبی' ولی' بزرگ کو پکارنا شرک ہے اور خدا کے احکام کی خلاف ورزی ہے۔ لہٰذا یا محمد' یا رسول اللہ' یا علی' یا غوث اعظم کہنا جائز نہیں کیونکہ اس طرح کہنا ندا اور پکار ہے جو شرک ہے۔

پیارے مسلمانو! میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں نے ان آیات مقدسہ کے ترجموں میں انتہائی خیانت سے کام لیا ہے۔ کیونکہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر جلالین میں ان آیات کا جو ترجمہ کیا ہے وہ "پکارنا" نہیں بلکہ "پوجنا" ہے۔ یعنی اللہ کے سوا کسی کو مت پوجو اور یہی ترجمہ مکتبہ دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ترجمہ قرآن میں اس طرح کیا ہے۔

ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا (سورہ جن ۱۸)

ترجمہ : جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کا حق ہیں سو اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کر

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اور مولوی اشرف علی تھانوی کے

Marfat.com

مذکورہ بالا ترجمے سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ ان آیات کے معنی پکارنے کے ہرگز نہیں بلکہ پوجنا اور عبادت کرنے کے ہیں۔

مکہ کے مشرکوں نے چونکہ خانہ کعبہ کو بت کدہ بنا رکھا تھا اور مسجد حرام میں کھلم کھلا بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کرتے ہوئے واضح طور پر فرمایا

وان المسجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا

ترجمہ : اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں' مشرکوں اور بت پرستوں پر یہ واضح کردیا کہ اے بت پرستو! یہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی ہیں ان میں تو صرف اسی کی عبادت اور اسی کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرنا چاہئے اس سے بڑھ کر اور کون سا ظلم ہو سکتا ہے کہ ان مسجدوں کو تم نے اللہ کے ذکر اور اس کی عبادت سے محروم کردیا اور بتوں کی پوجا شروع کردی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی عبادت تو کسی جگہ بھی جائز نہیں اور تمہاری یہ جرات کہ تم اس حرام عمل کو اللہ تعالیٰ کے گھر میں کرتے ہو۔ اس سے باز آجاؤ یہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں یہ تو اسی لئے تعمیر کئے جاتے ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ اسی سے دعائیں مانگی جائیں اور اپنی حاجت روائی کے لئے اس کی بارگاہ میں فریاد کی جائے۔ مگر غیر مقلد وہابیوں نے اس آیت کریمہ کے اصل مقصد کو بدل کر رکھ دیا کہ مسجدوں میں اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارا جائے۔ نہ بلند آواز سے درود و سلام پڑھا جائے اور نہ ہی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت شریف پڑھی جائے۔ جبکہ خود پانچوں وقت اذانوں میں اشہد ان محمد رسول اللہ کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔

مسلمانو! مسجد میں نعت پڑھنا جائز ہے یا ناجائز اس کا اندازہ تو ہر اہل ایمان ان محافل سے بخوبی لگا سکتا ہے جن محافل میں صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بحکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر مسجد نبوی میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بہ آواز بلند نعتیہ قصائد پڑھا کرتے۔ ان کے علاوہ کئی دیگر صحابہ کرام

Marfat.com

رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین مثلاً حضرت سودا بن قارب' حضرت زبیر' حضرت عباس رضی اللہ عنہم جیسے نامور صحابہ مسجد نبوی میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے نعتیہ اشعار پڑھتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے اور دعاؤں سے نوازتے اور وہاں شرک و بدعت کا گزر تک نہ تھا

باقی رہا درود و سلام کا پڑھنا تو درود و سلام تو ہر مسلمان ویسے ہی نماز میں پڑھتا ہے۔ ہر مسلمان حالت نماز میں التحیات پڑھتے وقت بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح سلام پیش کرتا ہے۔

اَسلام علیک ایھا النبی ور حمۃ اللہ وبر کاتہ

سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں

بارگاہ رسالت میں سلام پیش کرنا جب نماز میں جائز ہے تو نماز سے باہر کیسے ناجائز ہو سکتا ہے۔ سلام خواہ کسی زبان میں ہو عربی میں ہو یا فارسی میں' اردو میں ہو یا انگریزی میں کھڑے ہو کر ہو یا بیٹھ کر نماز کے علاوہ پڑھنا بالکل جائز اور مستحب اور باعث رحمت ہے اور اسے ناجائز و حرام قرار دینا اپنی آخرت برباد کر دینے کے سوا اور کچھ نہیں اور جن آیات میں علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں نے معنی بدل کر مقصد الٰہی کو بدلنے کی کوشش کی ہے اس کے معنی پکارنے کے ہرگز نہیں بلکہ بتوں کی پوجا اور عبادت کرنے کے ہیں۔

آپ خود ہی بتایئے اگر اللہ کے سوا کسی غیر کو پکارنا شرک مان لیا جائے تو پھر زندہ کو پکارو یا مردہ کو پکارو' نزدیک والے کو پکارو یا دور والے کو' ماں کو پکارو یا باپ کو' بہن کو پکارو یا بھائی کو' استاد کو پکارو یا پیر کو سب شرک ہی شرک ہو جائے گا اور اس طرح روئے زمین پر کوئی شرک سے بچ ہی نہیں سکتا اور اس ناپاک عقیدے کی زد میں مسلمان ہی نہیں بلکہ معاذ اللہ انبیاء کرام بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس بھی آجاتی ہے۔ دیکھئے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

یایھا الذین امنوا استجیبو للہ وللرسول اذا دعلکم لما یحییکم

Marfat.com

(سورہ انفال ۲۴)

ترجمہ : اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو جب وہ تمہیں پکاریں اس بات کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی

رب انی دعوت قومی لیلاً و نہارا (سورہ نوح ٦-٥)

ترجمہ : اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن پکارا۔

ذرا غور فرمایئے مذکورہ بالا دونوں آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا، حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت نوح علیہ السلام کا پکارنا ثابت ہے۔ ذرا بتایئے اگر مخلوق کو پکارنا شرک مان لیا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمانوں کو پکارنا اور حضرت نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو پکارنا شرک ہوگا یا نہیں۔ یقیناً" ہوگا۔ جب شرک ہوا تو پھر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت نوح علیہ السلام نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ شرک کی زد میں آئے یا نہیں؟ یقیناً" آئے۔

مسلمانو! آپ شروع میں پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد مکہ مکرمہ کے پہاڑ پر کھڑے ہو کر قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کو پکارا اور ایسا پکارا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس پکار کو تمام غیر حاضر انسانوں تک پہنچادیا اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام حجاج نے اس پکار کا جواب بھی دیا۔ مسلمانو! ذرا سوچئے اگر اللہ کے سوا کسی کو پکارنا شرک ہوتا تو کیا اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کا حکم دیتا۔ ہرگز نہیں۔

مسلمانو! آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کو ذبح کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردہ پرندوں کو باری باری پکارنے کا حکم دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان مردہ پرندوں کو باری باری آواز دے کر پکارا۔ مسلمانو! اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ جب مردہ پرندوں کو پکارنا شرک نہیں ہوا تو پھر محبوبان خدا انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو پکارنا کیوں کر شرک ہوگا۔

Marfat.com

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی مخلوق کو ندا دے کر پکارا۔

کہیں انسانوں کو پکارا یاایھاالناس اے لوگو

کہیں کافروں کو پکارا یاایھاالکافرون اے کافرو

کہیں مومنوں کو پکارا یاایھاالذین امنوا اے ایمان والو

کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو پکارا

ینساءالنبی اے نبی کی بیویو۔

کہیں انبیاء کرام کو پکارا یا آدم' یا نوح' یا ابراہیم' یا موسیٰ یا داؤد' یا زکریا' یا یحییٰ' یا عیسیٰ کہیں پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا یا ایھا الرسول' یا ایھاالنبی' یاایھاالمزمل' یاایھاالمدثر

غور فرمایئے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں عام انسانوں' کافروں' مومنوں سے لیکر انبیاء کرام بالخصوص حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تک سب کو ندا کر کے پکارا۔ ذرا بتایئے اللہ کے سوا کسی کو پکارنا شرک ہوتا تو کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو پکارتا؟ ہرگز نہیں' کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو نعوذ باللہ خود شرک کی تعلیم دیتا؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو "یا" کے ساتھ پکارنا حکم الٰہی ہے جو کسی طرح شرک نہیں اور جو اسے شرک سمجھ کرناجائز کہے وہ قرآن کا منکر اور حکم الٰہی کا سخت ترین باغی ہے۔

مذکورہ بالا حقائق نے اس حقیقت کو روز روشن سے بھی زیادہ واضح کردیا ہے کہ مسلمان روز اول ہی سے ندا یا رسول اللہ کرتے آئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان حال امت' ہر مشکل میں کام آنے والا وسیلہ عظمیٰ سمجھتی رہی بلکہ میں تو اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ عرض کروں گا کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار امتی اور فرمانبردار غلام اولیائے کاملین بھی جب مقام محبوبیت کو پہنچ جاتے ہیں اور فنا کے درجے تک رسائی حاصل کرلیتے ہیں تو وہ بھی امت رسول کی مدد کو پہنچ جاتے ہیں او وان کے حق میں بھی دور و نزدیک کا فرق اور زماں و مکاں کی قید باقی نہیں رہتی۔

Marfat.com

آپ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ شروع میں پڑھ چکے ہیں کہ مومن بندے کے کان آنکھ ہاتھ اور پاؤں میں وہ خداداد قوتیں جلوہ گر ہوجاتی ہیں کہ جن کے آگے دور و نزدیک کے حدود و قیود باقی نہیں رہتے۔

اور اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی غوث صمدانی تمام ولیوں کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ولی ہیں اور آپ کو مدد کے لئے پکارنا اور یا غوث اعظم المدد کا نعرہ بلند کرنا اسی حقیقت پر مبنی ہے کہ آپ کے ہاتھ پاؤں' آنکھ' کان میں وہ خداداد قوتیں اور صلاحیتیں موجود ہیں کہ جن کے سبب دور و نزدیک کے حدود و قیود ختم ہوجاتے ہیں۔

علامہ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ حجتہ الاسلام امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جن سے زندگی میں استمداد (مدد) حاصل کی جاتی ہے ان سے بعد وفات بھی استعانت کی جاتی ہے اور مشائخ عظام میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے چار حضرات کو دیکھا کہ وہ جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے اسی طرح اپنی قبروں میں تصرف کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ایک شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دو کا اور نام لیا۔ (ملاحظہ کیجئے اشعتہ اللمعات جلد اول صفحہ ۷۱۵ شیخ محدث دہلوی)

اب شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد بھی سن لیجئے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں "وصال پانے والے اولیاء اللہ اور دیگر صلحاء مومنین سے استفادہ اور استعانت جاری و ساری ہے اور ان اولیاء و صلحاء سے افادہ اور امداد بھی مقصود ہے بخلاف ان مردوں کے جن کو جلادیا جاتا ہے کیونکہ ان سے یہ امور ان کے مذہب میں بھی جائز نہیں ہیں۔"

(ملاحظہ کیجئے تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۵۰)

شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کا بعد الوصال استعانت اور مدد کرنا بالکل جائز ہے اور یہ عمل ان کی خصوصیات میں سے ہے۔ شاہ صاحب کے نزدیک جن اہل قبور سے مدد جائز نہیں ان سے مراد وہ مردے ہیں جن کو

Marfat.com

جلادیا جاتا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں نے انبیاء و اولیاء سے استغاثت کو ناجائز قرار دے کر انہیں معاذ اللہ جلے ہوئے مردوں میں شامل کردیا۔ جس سے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور تقریباً" ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اور لاکھوں اولیاء اللہ کی توہین ہوئی ہے۔ جو اسلام پر ایسا زبردست برہمنی وار ہے جو کسی بھی غیرت مند مسلمان کے لئے قابل برداشت نہیں۔

حضرت علامہ علی بن یوسف بن جریر لخمی شلنونی بڑے جید عالم گزرے ہیں جن کی علمیت کا اعتراف بڑے بڑے علما نے کیا ہے۔ جنہوں نے ۷۱۳ھ میں اپنی مشہور و معروف کتاب بہجۃ الاسرار شریف صحیح سند کے ساتھ تحریر فرمائی۔ اس کتاب میں آپ نے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے واقعات اور آپ کے مناقب قلم بند کئے اور ہر ہر واقعہ کو حدیث مبارکہ کی طرز پر سند کے ساتھ روایت کیا۔ اس شان کی محققانہ کتاب کم ہی دیکھنے میں آئی ہوگی۔ اس کتاب کو بعد کے علماء و محققین نے بلاچوں و چرا قبول کیا۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ نے فارسی میں اس کتاب کا ترجمہ کیا۔ اس کتاب کا ایک قول آپ کی نظر کرتا ہوں اسے اپنے سر کی آنکھوں سے پڑھیئے۔

امام یوسف بن جریر لخمی شلنونی حضور شیخ عبدالقادر جیلانی کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ حضور شیخ عبدالقادر جیلانی نے ارشاد فرمایا۔

جس نے مصیبت میں میرے ذریعے فریاد کی اس کی مصیبت دور ہوگی اور سختی اور پریشانی میں میرا نام لے کر مجھے پکارا اس کی سختی دور ہوگی اور جس نے اپنی کسی ضرورت میں میرے وسیلے سے دعا کی اس کی ضرورت پوری ہوگی۔

(ملاحظہ ہو بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۲)

حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا ارشاد سے یہ واضح ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم کو غائبانہ ندا کے ساتھ پکارنا جائز ہے اس میں ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔ اللہ کے ولی خلاف عادت امور کے تحت بھی مدد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ایک موقع پر ارشاد فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے نانبائی سے خوش ہو کر فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ اس نے عرض کی حضور مجھے اپنا ہمشکل بنا دیجئے۔ فرمایا تو اس کو برداشت نہ کر سکے گا اور کچھ مانگ لے اس نے اسی سوال کو پھر دہرایا۔ خواجہ صاحب منع فرماتے رہے پس جب اس کا اصرار بہت بڑھا تو آپ اسے اندر لے گئے اور اس پر توجہ کی جب باہر آئے تو دونوں کی شکل و صورت میں فرق نہ تھا لوگوں کو امتیاز کرنا مشکل ہو گیا' بس اتنا فرق تھا کہ حضرت خواجہ ہوشیار تھے اور نانبائی مدہوش و بے خود تھا۔

(ملاحظہ کیجئے تفسیر عزیز صفحہ ۲۴۵)

یہاں مذکورہ واقعہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بعض اوقات دیوبندی اور وہابی یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ جو امر عادتاً" اختیار و بس میں ہو مخلوق سے اس کا مانگنا جائز ہے اور جو عداوتاً" بس و اختیار میں نہ ہو خلاف عادت ہو اس کا مانگنا شرک ہے۔

آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ نے نانبائی کو اپنا ہم شکل بنادیا۔ کیا ہم شکل بنادینا خلاف عادت عمل نہیں ہے؟ اگر ہے تو نانبائی مشرک اور خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ شرک کرانے والے ہوئے اور شاہ عبدالعزیز جنہوں نے اس واقعہ کو اپنی تفسیر میں لکھا انہیں کیا کہوگے اگر کسی کو ہم شکل بنادینا خلاف عادت عمل نہیں ہے تو کیا دیوبندی وہابی کسی کو اپنا ہم شکل بناسکتے ہیں؟

محترم مسلمانو! ان تمام حقائق کو سننے کے بعد ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ جس شاہراہ کو علمائے دیوبند نے اپنے لئے منتخب کیا ہے اس کی کوئی منزل ہے یا نہیں۔ بتوں اور بت پرستوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات کو انبیاء اور اولیاء سے منسوب کرکے علمائے دیوبند وغیر مقلد وہابیوں نے اپنی منزل کا جو تعین کیا ہے اس سے تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے عہد صحابہ سے لیکر آج تک کے تمام بزرگان دین اور علمائے دین کو مشرک بنا ڈالا اور اس طرح انہوں نے ندا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)' یا رسول اللہ یا نبی اللہ' یا علی' یا غوث اعظم کا انکار کرکے بلکہ اسے زنا سے بھی زیادہ برا یعنی

Marfat.com

شرک قرار دے کر نہ صرف اپنی آخرت کو داؤ پر لگادیا ہے بلکہ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت ایجاد کی ہے اور امت مسلمہ کے عقائد میں رخنہ ڈال کر انتشار و افتراق کا بیج بو دیا ہے۔

اب ذرا تصویر کا ایسا رخ بھی دیکھ لیجئے کہ جس میں اکابر اسلام کے ایمانوں پر شرک کا خنجر چلانے والوں نے خود کتنا شرک کیا ہے۔ جسے وہ خود شرک سمجھتے ہیں وہ خود اس میں کتنے مبتلا ہیں۔

دیوبندیوں کے مشہور و معروف عالم جنہیں دیوبندی اپنا حکیم الامت کہتے ہیں یعنی اشرف علی تھانوی صاحب ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

"حضرت محمد اشیتنی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ کا خادم راستہ میں کسی لق ودق جنگ میں جا پہنچا اور اپنی ہلاکت کا یقین ہوگیا تو اس نے ان سے امداد چاہی اور چلایا تو ایک شخص کو محسوس کیا جو کہہ رہا ہے کہ یہ رہا راستہ تو راستہ پر پہنچ گیا۔" (ملاحظہ کیجئے جمال اولیاء صفحہ ۱۳۶ مولوی اشرف علی تھانوی)

مولوی اشرف علی تھانوی کے تحریر کردہ اس واقعہ میں تھانوی صاحب نے صاف کہہ دیا ہے کہ حضرت محمد اشیتنی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید نے عین ہلاکت کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کیا بلکہ اپنے شیخ سے مدد طلب کی' بتایئے دیوبندی علماء کے نزدیک مخلوق سے اس طرح مدد لینا شرک ہے یا نہیں' اگر ہے تو پھر اشرف علی تھانوی کے بارے میں کیا کہیں گے جنہوں نے اس عمل کو کرامت تحریر فرمایا۔

دنیائے دیوبند اور وہابیوں کے یہی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ایک مرید مولوی محمد اسحٰق کانپوری کو ایک وظیفہ عنایت کیا اور فرمایا "چونکہ آج کل گرمی ہے اس لئے تم کو ذکر بتلاتا ہوں جس کی غالب تاثیر سرد ہے تاکہ گرمی میں تکلیف نہ ہو وہ یہ ہے کہ جب سانس اندر جائے تو صلی اللہ علیک یا محمد اور جب باہر آئے تو صلی اللہ علیہ وسلم زبان تالو سے لگا کر خیال سے کہا کرو۔ پاس انفاس میں سانس طبعی طور پر چلنے دینا چاہئے۔ قصداً" سانس لینے سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

Marfat.com

(ملاحظہ ہو مبادی التصوف امالی تھانوی صاحب صفحہ ۴ طبع کراچی)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے مذکورہ بالا فرمان سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا محمد" کہہ کر پکارنا نہ صرف جائز ہے بلکہ یہ اصلاح قلب کا ایک وظیفہ بھی ہے اور ایسا شاندار اور کامیاب ترین وظیفہ ہے کہ گرمی کے موسم میں طبیعت میں ٹھنڈی تاثیر پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا میری تمام مسلمانوں سے بالعموم اور دنیائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں سے بالخصوص یہ درخواست ہے کہ وہ مولوی اشرف علی تھانوی کی حکمت و دانائی کو قبول کریں اور اپنے دل کی اصلاح کیلئے عام طور پر اور گرمی کے موسم میں خاص طور پر یا محمد' یا محمد کا ورد رکھا کریں تاکہ قلب کی اصلاح بھی ہو اور موسم گرما میں شدت گرمی سے تحفظ بھی حاصل ہو۔ دیوبندی وہابی مکتبہ فکر کے یہی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔

ایک دھوبی کا انتقال ہوگیا جب دفن کرچکے تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا من ربک۔ تیرا رب کون ہے۔ مادینک تیرا دین کیا ہے۔ من ھذا الرجل یہ صاحب کون ہے۔ دھوبی جواب میں کہتا ہے مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں ـــــ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان کا دین وہ میرا دین اسی پر اس دھوبی کی نجات ہوگئی۔

(ملاحظہ کیجئے الافاضات الیومیہ جلد دوئم صفحہ ۹۱)

مذکورہ بالا واقعہ سے اس حقیقت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں جو حضور غوث اعظم سے محبت رکھتا ہے قبر میں اس کی نجات بھی ہوجاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کا عقیدہ غوث اعظم سے ملتا ہوگا نجات اسی کی ہوگی۔ لہٰذا جو حضرات اشرف علی تھانوی کو حکیم الامت مانتے ہیں انہیں چاہئے کہ مذکورہ بالا واقعہ کی روشنی حضور غوث پاک کا عقیدہ اختیار کریں اور حضور غوث اعظم کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے انہیں مصیبت کے وقت یا غوث اعظم کہہ کر پکاریں۔ یا پھر اسے شرک و بدعت کہنا چھوڑ دیں۔

دنیائے دیوبند کے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے پوچھا کہ اس شعر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔

Marfat.com

یا رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے فتویٰ ارشاد فرمایا۔

ایسے الفاظ پڑھنے' محبت اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرمادیوے یا محض محبت میں بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔

(ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۴ طبع کراچی)

مذکورہ بالا فتویٰ میں رشید احمد گنگوہی نے یہ واضح کردیا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع فرماتا ہے اور آپ بحکم الٰہی مدد فرماتے ہیں لہٰذا تمام دنیائے دیوبند محبت میں مذکورہ بالا شعر ضرور پڑھا کرے۔

دیوبند مکتبہ فکر کے ایک بہت بڑے عالم مولوی محمد زکریا تبلیغی نصاب نامی کتاب میں فرماتے ہیں۔

امام ابوبکر بن محمد عمر ایک مرتبہ امام ابوبکر مجاہد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے تو امام ابوبکر بن مجاہد حضرت شبلی سے کھڑے ہو کر گلے ملے اور ان کی پیشانی چومی۔ ابوبکر محمد بن مجاہد نے ان سے عرض کیا یا شیخ آپ شبلی کا اس قدر احترام اور اس قدر محبت کیوں فرماتے ہیں حالانکہ اہل بغداد انہیں دیوانہ کہتے ہیں تو حضرت امام ابوبکر بن مجاہد نے فرمایا میں نے شبلی کا احترام اسی طرح کیا ہے جس طرح میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برتاؤ کرتے دیکھا۔ میں نے حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضرت شبلی حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس کی پیشانی چومی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے شبلی پر اس قدر نوازش فرمائی۔ آپ نے فرمایا اس کی مجھے یہ بات پسند آئی ہے کہ نماز کے بعد لقد جاءکم رسول من انفسکم سورت آخر تک پڑھتے ہیں اور اس کے بعد تین مرتبہ کہتے ہیں صلی اللہ علیک یا محمد صلی اللہ علیک یا محمد صلی اللہ علیک یا محمد

Marfat.com

بعد میں حضرت شبلی سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی۔

(ملاحظہ ہو تبلیغی نصاب صفحہ ۷۸۹ مولوی محمد زکریا دیوبندی' القوال البدیع صفحہ ۱۷۳ امام سخاوی' جلاء الافہام صفحہ ۲۹۰۔ ابن قیم)

پیارے مسلمانو! مذکورہ روایت سے یہ بات واضح ہوئی کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کے ساتھ پکارنا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور جو عمل آپ کو پسند ہو وہ ہرگز بے ادبی نہیں ہو سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یا محمد' یا رسول اللہ کہنا بزرگان دین کا عمل رہا ہے اسے شرک کہنا اپنی عاقبت برباد کر دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ لہٰذا وہ حضرات جو مولوی زکریا سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں جو تبلیغی جماعت کے چلوں اور گشتوں میں مولوی زکریا کی کتاب فضائل اعمال پڑھ پڑھ کر لوگوں کو تبلیغ کی دعوت دیتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ خوب صلی اللہ علیک یا محمد کا ورد ہر نماز کے بعد ضرور کیا کریں۔

مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی کے انتقال کے بعد دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولوی رفیع الدین صاحب اور مدرسہ دیوبند کے صدر مدرسین کے درمیان آپس میں جھگڑا ہو گیا۔ مدرسہ کے صدر مدرس مولوی محمود الحسن صاحب بھی اس ہنگامے میں شریک ہو گئے۔ یہ جھگڑا کیسے ختم ہوا آیئے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب سے سنتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

"اسی دوران ایک دن علی الصبح فجر کی نماز کے بعد مولانا رفیع الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا مولانا حاضر ہوئے۔

مولانا رفیع الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا (محمود الحسن) نے لبادہ دیکھا تو تر (گیلا) تھا اور خوب بھیگ رہا تھا فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ جسد عنصری (ظاہری جسم) کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تربتر ہو گیا اور یہ فرمایا کہ محمود الحسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے۔ بس میں نے یہ

Marfat.com

کہنے کے لئے بلایا ہے مولانا محمود الحسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصے میں کچھ نہ بولوں گا۔

(ملاحظہ ہو ارواح ثلثہ صفحہ ۲۴۲)

اس واقعہ کو سن لینے کے بعد ہر غیر جانبدار شخص یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ جو تصرفات اور اختیارات حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے حق میں تسلیم کرنا اہل دیوبند کفر و شرک سمجھتے ہیں وہی مولوی قاسم نانوتوی کے حق میں عین اسلام اور عین ایمان کیسے بن گیا۔ ذرا سوچئے مولوی قاسم نانوتوی بانی دیوبند کے لئے یہ خدائی تصرفات مولوی رفیع الدین نے بھی تسلیم کرلئے اور صدر مدرس مدرسہ دیوبند مولوی محمود الحسن نے بھی اس پر آنکھیں بند کرلیں ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر واقعی عقیدہ توحید دلوں میں موجود ہوتا تو شرک کے معاملے میں اپنے اور بیگانے کے درمیان قطعاً" کوئی تفریق روا نہ رکھی جاتی۔

علمائے دیوبند کے رہبرو رہنما مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پیرومرشد سید احمد کے بھانجے اور خلیفہ مجاز سید محمد علی کی بھی دردناک سرگزشت سن لیجئے جس میں حج کے سفر کا ذکر کیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"دوران سفر آدھی رات ہم لوگ وادی سرف پر پہنچے جہاں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار پر انوار ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس روز میں بالکل بھوکا تھا۔ جب صبح آنکھ کھلی تو بھوک سے بالکل بے دم ہوچکا تھا اور میرے چہرے کا چاند گہنا چکا تھا۔ صرف ایک روٹی کے حصول کے لئے ہر کسی کے پاس دوڑا مگر کہیں سے مطلوب حاصل نہ ہوا۔ مجبور ہوکر ام المومنین کے روضہ مقدسہ پر حاضری دی اور آپ کی قبر انور سے رزق کی بھیک مانگی اور کہا اے میری دادی جان میں آپ کا مہمان ہوں کھانے کے لئے کوئی چیز عنایت فرمائیں اور مجھ کو اپنے لطف و کرم سے محروم نہ فرمایئے۔ پھر میں نے سلام عرض کیا۔ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب آپ کی روح مبارک کو پہنچایا میں آپ کی قبر پر اپنا سر رکھے ہوئے تھا ناگاہ اللہ تعالیٰ نے تازہ انگوروں

Marfat.com

کے دو خوشے میرے ہاتھوں میں ڈال دیئے۔ عجب تماشا یہ تھا کہ ان دنوں موسم سرما تھا اور کسی جگہ اس وقت تازہ انگور دستیاب نہ تھے۔ ان انگوروں میں سے کچھ وہیں کھائے اور کچھ حجرہ مقدسہ سے باہر جاکر تقسیم کردیئے۔ (ملاحظہ کیجئے مخزن احمدی صفحہ ۹۹)

اس عبارت سے یہ معلوم ہوگیا کہ حاجت روائی کے لئے کسی بزرگ کی قبر پر جاکر اور اپنے جائز مقصد کے لئے اللہ والوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ آپ نے دیکھا کہ دیوبندیوں کے مقتدر عالم سید احمد کے خلیفہ سید محمد علی کو جب کھانے کو کہیں نہ ملا تو سیدتنا ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر سے کھانے کی بھیک مانگی اور پھر حاجت روائی بھی ہوئی۔ قبر پر فاتحہ بھی پڑھی گئی سلام بھی بھیجا گیا اور مدد بھی مانگی گئی اور یہ وہی صورتیں ہیں جسے دیوبندی وہابی زبانیں اپنے عقیدے کے مطابق کفر اور شرک کہتے ہوئے نہیں تھکتیں مگر آپ نے پڑھا کہ یہی عمل وہابیوں کے امام سید احمد کے بھانجے اور خلیفہ سید محمد علی نے کیا مگر وہ کٹر توحید پرست' موحد اور قاطع شرک و بدعت کے لقب سے نوازے جاتے ہیں اور یہ عمل عین اسلام کہلاتا ہے۔ مگر افسوس کہ وہی عمل سنی مسلمان کریں تو علمائے دیوبند ان پر شرک اور کفر کے گولے برسانا شروع کردیتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے دیوبند مدرسہ کے مدرس محمد یعقوب نانوتوی کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔

جب مولوی محمد یعقوب صاحب انتقال کرگئے تو ان کے بڑے صاحبزادے مولانا معین الدین نے بعد وفات ان کی کرامت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑا بخار کثرت سے ہوا تو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جاکر باندھ دیتا اسے آرام ہوجاتا بس لوگ اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈالوں تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا ہوں۔ پریشان ہوکر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر پر جاکر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہوگئی۔ یاد رکھو اب کے اگر کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہوگے لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر سے چلیں گے۔ بس اسی دن سے کسی کو آرام نہ ہوا۔ پھر لوگوں نے مٹی لے جانا ہی بند کردی۔

Marfat.com

(ملاحظہ کیجئے حکایات اولیاء صفحہ ۳۵۷ مولوی اشرف علی تھانوی)

مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوا کہ یعقوب نانوتوی قبر میں لوگوں کا کلام سنتے تھے اور لوگوں کو فیض پہنچاتے۔ جب تک ان کے صاحب زادے نے چاہا لوگوں کو نفع پہنچاتے رہے اور جب نہ چاہا تو فیض بھی بند ہوگیا۔ مخلوق سے مدد مانگنے کا ایک ثبوت اور لیجئے او غور فرمایئے کہ مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی کس طرح بارگاہ رسالت میں مدد طلب کررہے ہیں۔ ملاحظہ ہو

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام
کرے گا یا نبی اللہ مجھ پہ کیا پکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(ملاحظہ کیجئے قصائد قاسمی صفحہ ۶)

ان کے بعد دیوبندیوں کے مایہ ناز حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی بھی بارگاہ رسالت میں فریاد ملاحظہ ہو۔

یا شفیع العباد خذبیدی
انت فی الاضطرار معتمدی

ترجمہ : اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمایئے آپ مشکلات میں میری آخری امید گاہ ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے نشر الطیب مولوی اشرف علی تھانوی)

دیوبندیوں کے مایہ ناز عالم دین مولوی رشید احمد گنگوہی کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی بھی دربار رسالت میں فریاد سنئے

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
اے حبیب کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

Marfat.com

کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیاں و جرم کا
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسول

(ملاحظہ کیجئے کلیات امدادیہ گلزار معرفت صفحہ نمبر ۲۰۵)

محترم مسلمانو! اوپر دیئے گئے علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں کے چند واقعات کو پڑھنے کے بعد اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ دیوبند کے بڑے بڑے علما امداد و استمداد کے رنگ میں رنگے ہوئے نظر آئیں گے۔

یہاں یہ بات قابل غور اور قابل توجہ ہے کہ جن عقیدوں کو علمائے دیوبند نے کفرو شرک سمجھا انہیں ساری مخلوق کے لئے شرک جاننا چاہئے تھا مگر یہ کیسا عقیدہ توحید ہے کہ ایک طرف تو وہ جن باتوں کو قرآن و حدیث کے حوالے سے انبیاء و اولیاء کے حق میں کفر اور شرک سمجھتے ہیں تو دوسری طرف انہی باتوں کو انہوں نے اپنے مولویوں کے حق میں عین اسلام سمجھا۔ اگر قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق وہ شرک نہیں تو انبیاء اور اولیاء کرام کے حق میں انہوں نے شرک اسی عمل کو کیوں قرار دیا۔

اگر انصاف آپ کے دامن دل سے رخصت نہیں ہوا ہے تو خدارا آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ علمائے دیوبند کے مذکورہ بالا واقعات میں اتنا بڑا واضح شرک دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں کے بڑے بڑے پارساؤں نے اپنے حلق کے نیچے اتار لیا پھر بھی ان سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں اور انہی معمولات کو سنی مسلمان کرلیں تو اسے شرک سے کم کہا نہیں جاتا۔ ان تمام حقائق کو جاننے کے بعد اگر ان میں ذرا سی بھی ایمانی غیرت ہے تو اب نہیں چاہئے یا تو یہ لوگ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنے کو جائز مان لیں یا پھر ان تمام علماء دیوبند کو جنہوں نے مخلوق سے مدد طلب کی ہے فوراً ان کو اعلانیہ مشرک و مرتد قرار دے کر کفر کا فتویٰ لگادیں۔

کس قدر حیرت انگیز انکشاف ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایاک نستعین کی آیت پڑھ کر سنائی جارہی ہے لوگوں کو خوف زدہ کیا جارہا ہے خبردار غیر اللہ سے مدد مت مانگو شرک ہو جائے گا مشرک بن جاؤ گے۔ ایاک نستعین پر عمل کرو صرف اللہ ہی سے مدد مانگو۔ مگر

Marfat.com

خود شرک کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اس کی خبر تک نہیں۔ اگر مخلوق سے مدد لینا شرک ہے تو اس شرک پر آج تک علمائے دیوبند نے اپنے بڑے بڑے علماء پر فتویٰ کیوں نہ لگایا کیا انہوں نے مخلوق سے مدد طلب نہیں کی؟ کیا شرک پر پردہ ڈالنا عین اسلام ہے؟

اگر نہیں ہے تو علمائے دیوبند کے اوپر دیئے گئے واقعات کی زد میں آنے والوں پر فتویٰ لگائیں۔ پہلے اپنے گھر کو شرک و کفر سے پاک کریں پھر دوسروں کو تبلیغ کریں۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حق پرستی کا آغاز اپنے ہی گھر سے فرمایا تھا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو دائرۂ اسلام میں داخل فرمایا۔

اس اعلیٰ مثال پر عمل کرتے ہوئے سب سے پہلے علمائے دیوبند اپنے اپنے دارالعلوم سے شرک میں رنگے ہوئے دیوبندی علماء کے خلاف فوراً" فتویٰ جاری کریں اور تمام اخبارات و رسائل میں اعلانیہ تشہیر کریں اور ان کی تمام لکھی ہوئی تصانیف منسوخ کریں اور اس کی وضاحت کریں کہ جو ان کی تصانیف پڑھے گا اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر اس کے بعد یا اللہ مدد اور ایاک نستعین کی بات کریں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمارہا ہے۔

اے میرے بندو!

وایای فارھبون۔ (سورہ بقرہ)

ترجمہ: صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

غور فرمایئے یہاں بھی تاکید کی جارہی ہے صرف اور صرف مجھ ہی سے ڈرو کسی غیر سے ہرگز مت ڈرنا۔ مگر ہم مسلمانوں کی حالت کیا ہے اس کا اندازہ ہر کوئی بہ آسانی لگاسکتا ہے۔ ہم کتنا اللہ سے ڈرتے ہیں اور کتنے غیر سے یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آج ہم اللہ سے ڈرنے والے ہوتے تو ایمان سے بتایئے ہماری کوئی نماز قضا ہوتی؟

رمضان کے روزے چھوڑتے' زکوۃ سے منہ موڑتے' حج سے منہ پھیرتے' رشوت کالین دین کرتے' سود پر پیسہ لیکر عمارات بناتے' اپنے گھروں میں وی سی آر' ٹیلی ویژن

Marfat.com

اور ڈش انٹینا چلاتے۔ موسیقی اور فلمی گانوں سے دل بہلاتے' اپنی ماں بہن بیٹیوں کو بے پردہ غیر مردوں کے سامنے لاتے' مسلمانوں کو دھوکہ دیتے' شراب' چرس و ہیروئن پیتے۔ فوٹو گرافی اور ویڈیو کے کاروبار کرتے۔ ملاوٹ کرتے' ذخیرہ اندوزی کرتے' ناپ تول میں کمی کرتے۔ چوریاں کرتے' ڈاکے ڈالتے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے۔ ماں باپ عزیزو اقرباء اور پڑوسیوں کے حقوق تلف کرتے۔ پیارے بھائیو! ہرگز ایسا نہ کرتے۔ مگر آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج مسلمان یہ سب کچھ کررہا ہے۔ آخر کیوں؟

پیارے بھائیو! اس کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چھوڑ دیا۔ خوف خدا دلوں میں نہ رہا۔ خشیت الٰہی کا جذبہ ماند پڑ گیا۔

ہاں مخلوق سے خوب ہم ڈرتے ہیں' شیر سے ہم ڈرتے ہیں' سانپ سے ہم ڈرتے ہیں' بچھو سے ہمیں ڈر لگتا ہے' ویرانہ سے' قبر سے ہمیں ڈر لگتا ہے' پولیس سے ہم ڈرتے ہیں' ہمارے ڈر کی تو حالت یہ ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آئے ہیں دنیا میں بس دو کام کرنے کے لئے
کچھ خدا سے اور کچھ بیوی سے ڈرنے کے لئے

ذرا سوچئے اللہ تعالیٰ کا فرمان حق ہمارے سامنے ہے کہ مجھ ہی سے ڈرو مگر ہم نہیں ڈرتے بلکہ غیر سے ضرور ڈرتے ہیں۔ کیا ہمارا اللہ سے نہ ڈرنا اور غیر سے اس قدر ڈرنا شرک ہوگیا؟ اگر اللہ کے سوا غیر سے ڈرنا شرک ہے تو یقین جانیئے آج روئے زمین پر شاید ہی کوئی انسان ہو جو مسلمان ہو جو صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتا ہو اور کسی غیر سے نہ ڈرتا ہو۔ میں تمام علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اے ایاک نستعین کا درس دینے والو! کبھی تم نے قرآنی آیت وایای فارھبون پر بھی عمل کیا ہے؟ کیا تم اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے؟ اگر نہیں ڈرتے تو اپنے جلسوں میں کلاشنکوف کس کے خوف سے اپنی حفاظت کے لئے استعمال کرتے ہو۔ مسلح سپاہ صحابہ کو کس کے خوف سے مسلح کیا جارہا ہے۔ اہلحدیث جانباز فورس کو کس کے خوف سے مسلح کیا جارہا ہے۔ وہابی فورس' لشکر طیبہ کو کس کے خوف سے مسلح کیا جارہا ہے۔ حرکتہ

Marfat.com

لانصار، حرکتہ المجاہدین اور جماعت اسلامی کے کمانڈوز ہتھیاروں کو وسیلہ کیوں بنا رہے ہیں براہ راست اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیوں نہیں کرتے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی توحید کے علمبردار تھے ان کی توحید پرستی کا تو یہ عالم تھا کہ جب انہیں بھڑکتے ہوئے آگ کے شعلوں میں ڈالا جانے لگا تو ان کی مدد کے لئے پانی اور ہوا کے فرشتے آئے مگر انہوں نے اللہ کے سوا کسی کا سہارا لینا گوارا نہ کیا حتیٰ کہ حضرت جبرئیل امین بھی مدد کے لئے آ پہنچے۔ مگر آپ نے جبرئیل امین کی مدد لینے سے بھی انکار کر دیا۔ آگ میں گرنا گوارہ کر لیا مگر کسی کو اپنے اور اپنے رب کے درمیان وسیلہ بنانا گوارا نہ کیا۔ سبحان اللہ کیا مقام تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید پرستی کا جب کہ دوسری طرف علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابیوں کی توحید پرستی پر نظر پڑتی ہے تو معاملہ بالکل برعکس نظر آنے لگتا ہے۔ ہر طرف مسلح دستے تیار کئے جا رہے ہیں۔ بجائے اللہ تعالیٰ سے مدد لینے کے اسلحہ اور دیگر ہتھیاروں سے مدد طلب کی جا رہی ہے۔

حیرت ہے کہ مخالف جماعت سے خوف زدہ ہو کر اسلحہ رکھنا تو وایای فارھبون کے مخالف نہ ہو اور کسی اللہ کے نبی سے یا ولی سے مدد کی بھیک مانگ لی جائے تو ایاک نستعین کے خلاف ہو اور شرک بن جائے۔

اپنی گفتگو ختم کرنے سے قبل میری آپ سے یہ التماس ہے کہ جو کچھ بھی اس عاجز اور ناچیز نے تحریر کیا خدا گواہ ہے صرف آپ مسلمان بھائیوں کی اصلاح کے لئے میرا اس میں ذاتی کوئی مفاد نہیں۔ جو سچ بات تھی کہہ دی، قبول کریں یا نہ کریں یہ آپ کی مرضی ہے۔ حق و باطل کے دونوں راستوں سے آپ کو آگاہ کر دیا ہے۔ لیکن مجھے امید ہے کہ ہر مسلمان اسی راہ کو اختیار کرے گا جس میں اس کی بھلائی ہو اور یہی وہ راہ ہے کہ جس پر چلنے سے دل میں عشق رسول کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ حضور کی محبت کے چراغ دل میں روشن ہوتے ہیں اور ناموس رسالت پر گردنیں کٹانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک سچے مسلمان اور وفادار امتی کو اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا کس قدر لحاظ رکھنا چاہئے اور اس عظیم ہستی کی بارگاہ میں کس قدر احتیاط کرنی

Marfat.com

چاہئے اس کا اندازہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یاایھاالذین امنوالا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا

(سورہ بقرہ ۱۰۴)

ترجمہ : اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو۔

اس آیت کریمہ میں "راعنا" کا لفظ آیا ہے یہ ذو معنی لفظ ہے اس کا ایک معنی تو یہ ہے کہ ہماری رعایت فرمایئے یعنی صحابہ کرام جب بھی بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے اور حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کو سمجھ نہ پاتے تو عرض کرتے راعنا یا رسول اللہ' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم اچھی طرح سمجھ نہیں سکے ہیں لہٰذا ہماری رعایت فرماتے ہوئے دوبارہ ارشاد فرمادیجئے۔

لیکن یہودیوں کی عبرانی زبان میں یہی لفظ ایسے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس میں گستاخی اور بے ادبی پائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ کوئی ایسا لفظ اپنے منہ سے نکالے کہ جس میں گستاخی کا شائبہ پایا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تعظیم کی خاطر "راعنا" کے لفظ کو منسوخ کردیا اور ارشاد فرمایا "انظرنا" کہا کرو۔ یہ لفظ ہر طرح کے بے ادبانہ شائبہ سے بھی پاک ہے اور اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے مومنو کو تنبیہہ فرمادی اے ایمان والو! جب میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کو سنو تو ہمہ تن گوش ہو کر سنا کرو تاکہ تمہیں انظرنا کہنے کی نوبت بھی نہ آئے کیونکہ یہ بھی تو شان نبوت کے مناسب نہیں کہ تم ایک ایک بات بار بار پوچھتے رہو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کمال ادب اور انتہائے تعظیم کا حکم دیا ہے۔ مسلمانو! دعوت غور و فکر ہے ایک طرف تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے کہ راعنا مت کہو اس لفظ میں بے ادبی کا شائبہ پیدا ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف توحید کے علمبردار قصداً بت پرستوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات کو پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کررہے ہیں کیا یہ

Marfat.com

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کھلی گستاخی نہیں؟ ذرا بتایئے جو لوگ بتوں اور بت پرستوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیات مبارکہ کو پیغمبر اسلام حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر رہے ہیں اور اپنی زبان اور قلم کا تمام تر زور اسی بات پر لگا رہے ہیں بتایئے ایسے لوگ قہر خداوندی کا شکار ہوں گے یا نہیں؟ حقیقت میں یہی لوگ حکم الٰہی کے باغی اور ضمیر کے سوداگر ہیں' ضمیر نے جو کہا اسے قبول کرلیا۔ قرآن نے فرمایا بتوں کو مت پکارو۔ انہوں نے کہا رسول خدا کو مت پکارو۔

قرآن نے فرمایا یہ بت مردہ ہیں۔ انہوں نے کہا انبیاء کرام اور اولیاء کرام مردہ ہیں۔ قرآن نے فرمایا بت کھجور کی گٹھلی کے مالک نہیں۔ انہوں نے کہا انبیاء اولیاء کسی چیز کے مختار نہیں۔

قرآن نے فرمایا یہ بت مدد نہیں کرسکتے انہوں نے کہا انبیاء کرام اور اولیاء کرام مدد نہیں کرسکتے۔

فیصلہ کیجئے کیا یہی قرآنی تعلیمات ہیں؟ اگر یہ قرآنی تعلیمات نہیں تو پھر ایسے لوگ ہماری مساجد کے امام کیوں؟ مسلمانو یاد رکھو نماز ایسی عبادت ہے جس کا حساب روز قیامت ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دینا ہے اگر آپ کی نمازیں درست ہوں گی تو دیگر اعمال میں نرمی ہوگی اگر نمازیں ضائع ہوگئیں تو اس کی سزا جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں ایک صحابی نے قوم کی باجماعت نماز کرائی اور قبلہ رخ تھوک دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ لیا جب نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا اس کے بعد یہ شخص جماعت نہ کرائے۔ صحابہ کرام نے اس شخص کو امامت کے لئے منع کردیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت حال عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اللہ اور رسول کو اذیت (تکلیف) پہنچائی ہے۔ (ملاحظہ ہو ابوداؤد شریف جلد اول صفحہ 76)

ذرا سوچئے صرف کعبہ شریف کی طرف تھوکنے والے امام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت سے ہٹادیا اور صحابہ کرام کو اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کردیا۔

Marfat.com

اب آپ خود ہی بتائیے کیا ایسا شخص ہماری مسجد کا امام ہو سکتا ہے جو کعبہ مکرمہ کے بھی قبلہ و کعبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اعلانیہ گستاخی کرتا ہے۔ حق بات زبان پر آرہی ہے تو کہنے دیجئے کہ دور حاضر کے علمائے دیوبند اور غیر مقلد وہابی ہرگز مسلمانوں کے امام نہیں ہوسکتے اور انہیں امام سمجھنا بھی بارگاہ رسالت میں گستاخی ہے۔ مگر آج مسلمانوں کی غفلت اور علمائے دیوبند سے ان کی وابستگی کا یہ عالم ہے کہ ان کی مساجد میں نماز ادا کرتے ہیں۔ انہیں اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔ ان کی مساجد اور مدارس کی تعمیر میں ہر طرح سے مدد کرتے ہیں۔ ایک مسلمان کی دینی غیرت کا تقاضا تو یہ ہونا چاہئے کہ جہاں کہیں ان کی مسجد تعمیر ہو اسے فورا" روک دیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانے میں بھی ایک مسجد تعمیر کی گئی تھی۔ یہ مسجد ان لوگوں نے تعمیر کی جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے مگر دل میں پیغمبر اسلام کے خلاف نفرت رکھتے تھے اور ان کی شان اقدس میں گستاخی کرتے تھے۔ انہوں نے یہ مسجد دنیائے اسلام کی سب سے پہلی مسجد قبا کے کچھ فاصلے پر بنائی جس کا نام مسجد ضرار رکھا۔ جب مسجد تعمیر ہو چکی تو وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ قبا کی بستی میں ایک ہی مسجد ہے۔ رات کے اندھیرے میں اور برسات کے موسم میں' بوڑھوں' بیماروں اور کمزوروں کو وہاں جانے میں بڑی پریشانی ہوتی ہے اس لئے ہم نے مسلمانوں کی سہولت کے لئے ایک مسجد تعمیر کرالی ہے آپ اس میں نماز ادا کر کے افتتاح فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو تبوک کا سفر کرنا ہے واپسی پر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دیکھا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخیر و عافیت تبوک سے واپس تشریف لے آئے۔ چنانچہ پھر وہی لوگ آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اور مسجد کے افتتاح کے لئے کہنے لگے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا اور قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفر او تفریقا بین المومنین

(سورہ التوبہ ۱۰۷)

Marfat.com

ترجمہ : اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو۔ آگے ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

لا تقم فیہ ابدا" ترجمہ : اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا۔

مسلمانو! جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام کو حکم دیا کہ اس مسجد کو جاکر زمین بوس کردو' اور آگ لگادو چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے حکم کی تعمیل کی اور مسجد کو پیوند خاک کرکے نذر آتش کردیا۔

مسجد کی تعمیر کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ مگر جس مسجد میں گمراہی اور بے دینیت کو فروغ دیا جائے۔ مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کیا جائے ایسی مسجد خواہ آپ کے محلے میں ہو یا کسی مقدس سرزمین پر' اس کی تعمیر کی اجازت اسلام ہرگز نہیں دیتا۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ خواہ مکہ مکرمہ کا امام ہو یا مدینہ منورہ کا۔ عالم ہو' یا فاضل' مفتی ہو یا شیخ القرآن ہرگز اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ ایسے اماموں کو امام جاننا ان کے باطل مذہب کو حق جاننا ہے اور ان کی مساجد کو رونق بخشنا اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دینا ہے۔

پس اے مسلمانو! مذکورہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ گستاخ رسول کی سرے سے نماز ادا ہوتی ہی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں خداوند قدوس کا ارشاد گرامی ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہر والہ بالقول کجہر بعضکم لبعض لن تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون (سورہ الحجرات 2)

ترجمہ : اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو

Marfat.com

کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دوٹوک الفاظ میں رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کو یہ حکم دے دیا کہ اے مومنو! کان کھول کر سن لو اگر تم میں سے کسی نے میرے محبوب پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ اور بے ادبانہ انداز سے کلام کیا یا آداب گفتگو میں ذرا سی غفلت اور لاپرواہی کا ثبوت دیا تو تمہاری ساری عبادات نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات و خیرات، تبلیغ و جہاد سب کی سب برباد کردی جائیں گی۔ عمر بھر کے اعمال صالحہ نیست و نابود کردیئے جائیں گے اور جتنی بھی نیکیاں تم نے دنیا میں کی ہیں سب ملیا میٹ کردی جائیں گی اور تمہیں اس کی خبر تک نہیں ہوگی۔ تم اس غلط فہمی کا شکار رہو گے کہ تم بہت بڑے عبادت گزار ہو، شیخ القرآن و تفسیر ہو، مفسر و محدث ہو، حکیم الامت و مفکر اسلام ہو، واعظ شعلہ بیاں ہو مفتی اعظم یا کسی جماعت کے امیر ہو، گویا جنت آپ کی منتظر ہے۔ لیکن جب موت کا آہنی پنجہ تمہاری گردنوں کو آدبوچے گا اور جب تم تن تنہا قبر کے تاریک گڑھے میں آؤ گے اور روز محشر اعمال کی باز پرسی کے لئے حاضر ہو گے تو اس وقت تمہیں پر فریب حقیقت کا پتہ چل جائے گا کہ ظاہری اعمال صالحہ کا جو باغ تم نے دنیا میں لگایا تھا اسے بارگاہ رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی اور بے ادبی کی خزاں آلود ہوا نے خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا۔ اس وقت تم کف افسوس ملو گے۔ سر پیٹو گے مگر اس وقت افسوس کرنا سب بے کار ہوگا۔ پھر تم قہر خداوندی اور غضب الٰہی کا شکار ہو گے۔ قبر کی بھڑکتی ہوئی آگ، اذیت پہنچانے والے سانپ اور بچھو قیامت کا ہولناک عذاب، فرشتوں کی سخت ترین مار، جہنم کے ہولناک شعلے تمہیں اپنی لپیٹ میں لے چکے ہوں گے۔

محترم مسلمانو! قرآن مجید کے مذکورہ بالا ارشاد سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ گستاخ رسول کے اعمال نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ و جہاد سب برباد ہو جاتے ہیں۔ بد نصیبی سے آج فرقہ پرستی عروج پر ہے دنیا کے ہر حصے پر گستاخان رسول اپنے ناپاک قدم جما چکے ہیں اور ہر جگہ ان کا غلبہ ہے لہٰذا اے مسلمانو! دیوبندی امام ہو یا وہابی، جماعت اسلامی کا جماعتی

Marfat.com

امام ہو یا جماعت المسلمین کا' یہ سب کے سب گستاخ رسول فرقے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا اپنی عبادات کو ضائع کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بہت سے مسلمانوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز تو اللہ کے لئے پڑھتے ہیں' دیوبندی وہابی سے ہمیں کیا سروکار۔ ایسے بھائیوں کے لئے عرض ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کی نماز ادا ہوتی ہی نہیں تو تمہاری نماز ان کے پیچھے کیسے ہوگی۔ اگر قرب و جوار میں کوئی اہلسنت جماعت کی مسجد نہیں تو اپنی نماز اکیلے پڑھنا افضل ہے۔ ان کے پیچھے جائز ہرگز نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک مسجد کا امام ہمیشہ سورہ "عبس و تولیٰ" کی تلاوت کرتا تھا۔ نمازیوں نے اس کی شکایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کردی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس امام کو طلب کرلیا۔ پوچھا تم اس آیت کی ہمیشہ تلاوت کیوں کرتے ہو' کہنے لگا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھڑکا یعنی ڈانٹا ہے' اتنا سنتے ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کردیا۔ اس واقعہ کی روشنی میں حضرت امام اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک امام ہمیشہ نماز میں اسی سورت (عبس وتولیٰ) کی قرات کرتا ہے۔ آپ نے ایک آدمی بھیجا جس نے اس کا سر قلم کردیا چونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ عالیہ کی توہین کے ارادے سے اس کی قرات کیا کرتا تاکہ نمازیوں کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کم ہوجائے۔ اس لئے نگاہ فاروقی میں وہ شخص مرتد ہوچکا تھا اور مرتد واجب القتل ہوتا ہے۔

(ملاحظہ ہو روح البیان سورہ عبس پ 30)

اے کاش آج کوئی ایسا غیور جواں مرد مسلمان حکمران پیدا ہوجائے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہوئے تمام گستاخ رسول اماموں اور خطیبوں پر تعزیرات فاروقی جاری فرمائے۔ ورنہ کاغذی سزائیں تو ملک کی ہر چھوٹی بڑی عدالت دے ہی رہی ہے۔

محترم مسلمانو! آج پاکستان ہی میں کیا بلکہ دنیا بھر میں وہابیوں کا ۔۔ گروہ نئے نئے

Marfat.com

انداز سے مسلمانوں کو انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی محبت سے برگشتہ کر رہا ہے۔ علم سے نا آشنا مسلمانوں میں اختلاف و انتشار برپا کرنے کے لئے بکثرت کتب و رسائل اور لٹریچر شائع کئے جا رہے ہیں۔ وہابیت کی مختلف تنظیمیں آج مختلف ناموں سے مسلمانوں کا گھیراؤ کر رہی ہیں۔ زہر کو مختلف رنگ میں مختلف لیبل چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے دیوبند' سپاہ صحابہ' تبلیغی جماعت (رائیونڈ) جماعت اسلامی' پاسبان' شباب ملی' جمعیت علمائے اسلام' حرکتہ الانصار' لشکر طیبہ' اہلحدیث' جماعت المسلمین' اسلامی جمعیت طلبہ یہ سب وہابیوں کی تنظیموں کے مختلف نام ہیں جو اپنے اپنے انداز سے مسلمانوں کا گھیراؤ کر رہے ہیں اور دین اسلام کے نام پر مسلمانوں کے عقائد و نظریات پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ مسلمانو! اس بات کو ہمیشہ پیش نظر رکھو دنیا میں جو کچھ بھی ہے سب کچھ یہیں رہ جانا ہے۔ دولت عزت شہرت مرنے کے بعد ہم سے چھین لی جائیں گی مگر ایمان ایک ایسی دولت ہے جو مرنے کے بعد قبر میں میدان محشر میں اور پل صراط کے نازک مرحلے پر ہماری معاون ہوگی۔ اگر آپ نے اس دولت ایمان کو کسی مولوی کے کہنے سے یا کسی وہابی کی کتاب کا مطالعہ کرنے سے' یا کسی استاد کے کہنے سے ضائع کر دیا تو یہ آپ کا بہت بڑا خسارہ ہوگا پھر آپ کو قبر کے گھپ اندھیرے' میدان محشر کی سخت گرمی اور جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کا سخت ترین سامنا کرنا پڑے گا۔

مسلمانو! یاد رکھو محبت رسول ایک ایسا جذبہ ہے جس کی نظیر' آج تک تاریخ انسانیت پیش نہ کر سکی۔ آپ ﷺ کی ذات گرامی سے والہانہ وارفتگی و شیفتگی ہی اصل میں مغز قرآن' روح ایمان اور جان ایمان ہے۔ جب تک آپ ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ ہر شئے سے بڑھ کر محبت نہ ہو جائے ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ دین اسلام میں تو تمام انبیاء و رسل کی گستاخی اور بے ادبی کو ناقابل معافی جرم ٹھہرایا گیا ہے جبکہ امام الانبیاء ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کے مرتکب شخص سے بڑھ کر کوئی کافر و زندیق نہیں ہو سکتا۔ شاتم رسول کوئی ہو اس کا تعلق خواہ کسی خاندان سے ہو ادنیٰ ہو یا اعلیٰ امیر ہو یا غریب' رعایا ہو یا حاکم وقت ہر حال میں واجب القتل ہے۔ جو شخص گستاخ

Marfat.com

رسول کو ملعون اور مرتد نہیں سمجھتا وہ خود بھی ملعون و مرتد ہو جاتا ہے۔ تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ اس صفحہ کائنات پر حضور ﷺ سے عشق و محبت کے جو جذباتی اور ایمان افروز مناظر غلامان مصطفیٰ ﷺ نے عالم دنیا کے سامنے پیش کئے اس کی ادنیٰ سی مثال آج تک کوئی قوم پیش نہ کر سکی۔ محبت رسول کا یہی وہ جذبہ تھا جسے صحابہ کرام لے کر اٹھے اور سارے عالم پر چھا گئے۔ کائنات کی عظمتیں ان کی ٹھوکروں پر قربان ہو گئیں اور کامیابی نے ان کے قدموں کو بوسہ دیا۔

اے مسلمانو! اگر دنیا اور آخرت میں سرخروئی چاہتے ہو تو آپ کو بھی اسی جذبے کو پروان چڑھانا ہوگا۔ حضور سرور کونین ﷺ کی تعظیم و توقیر اور ادب و احترام کا سکہ اپنے دلوں میں بٹھانا ہوگا۔ عشق رسول کی تیغ سے اپنے دلوں کو گرمانا ہوگا۔ اسی میں دنیا و آخرت کی کامیابی کا راز پوشیدہ ہے۔ اللہ پاک کی مقدس بارگاہ میں یہ عاجزانہ دعا ہے کہ حق کے ان متلاشیوں اور ان نیاز مندوں پر اپنی رحمت کے پھول برسائے جو حق جاننے کے بعد اپنے قلب و جگر کو ضیاء بار اور پر نور بنانے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور گمراہ عقائد سے توبہ کر کے راہ حق پر گامزن ہونے کا عہد کر چکے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

فقط آپ کا بھائی

محمد نجم مصطفائی

فرزندان توحید اور شمع رسالت کے پروانوں کے لئے ایک انمول تحفہ

جرم کی سزا

تحریر: محمد نجم مصطفائی

Marfat.com

شمع رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان پروانوں کی ایمان افروز داستان جنہوں نے ناموس رسالت اور عظمت مصطفی پر اپنی قیمتی جانیں پروانہ وار قربان کر دیں۔ ضرور مطالعہ کیجئے۔

"وفا کے راہی"

تحریر: محمد نجم مصطفائی

اسلام کے غیور اور بہادر فرزندوں کے وہ ایمان افروز کارنامے کہ جن کی ایمانی قوت اور ان کے عمل و کردار پر خداوند قدوس اور ملائکہ نے بھی محبت و الفت کے پھول برسائے۔ جنہوں نے دنیا کے بڑے بڑے سورماؤں کی غرور و تکبر سے اکڑی ہوئی گردنوں کو توڑ ڈالا۔ جنہوں نے رہتی دنیا تک آنے والے انسانوں کو یہ بتادیا کہ مسلمان قوم کی حقیقت کیا ہے اور مسلمانوں سے ٹکرانے کا انجام کیا ہوتا ہے۔ عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی ایمان افروز داستان۔

"ملت کے نگہبان"

تحریر: محمد نجم مصطفائی

Marfat.com

شرک کسے کہتے ہیں۔ شرک کی حقیقت کو جانیئے
کہیں آپ کا دامن شرک سے داغدار تو نہیں ؟
فرقہ واریت کے تابوت میں آخری کیل
ایک ایسی کتاب جس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے
انداز تحریر انتہائی آسان

"حق کی تلاش"

تحریر: محمد نجم مصطفائی

حق کے متلاشیوں کے لئے ایک ناقابل فراموش اور چونکا دینے والا
سنسنی خیز انکشاف

"وفادار غلام"

تحریر: محمد نجم مصطفائی

Marfat.com

برصغیرپاک وہند میں فرقہ واریت کا آغاز کب اور کیسے ہوا مسلمان فرقوں میں کیوں بٹے؟ فرقہ واریت کا اصل بانی کون تھا؟ مسلمانوں کی یکجہتی کو پارہ پارہ کس نے کیا؟ ان تمام تلخ حقائق کو جاننے کے لئے خون کے آنسو رلادینے والی کتاب

"منزل کی تلاش"

کا مطالعہ ضرور کیجئے۔

تحریر: محمد نجم مصطفائی

Marfat.com

سفرِ معراج حضور سرور کونین ﷺ کا ایک عظیم الشان اور تاریخ ساز معجزہ ہے- ایک ایسا یادگار سفر جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا- یہ سفر جسمانی تھا یا روحانی؟ اس حقیقت کو جانیئے اور اپنے ایمانوں کا تحفظ کیجئے- انتہائی آسان اور عام فہم انداز میں مسلمانوں کے لئے معلوماتی خزانہ

"وفا کا سفر"

تحریر: محمد نجم مصطفائی

Marfat.com

ایک صالح نوجوان کی ایمان افروز داستان جسے
پڑھ کر آپ کے دل جھوم اٹھیں گے

"بغداد کا مسافر"

ضرور مطالعہ فرمائیں

تحریر: محمد نجم مصطفائی

Marfat.com

عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اختلاف کیوں؟ عید میلاد النبی منانا جائز ہے یا ناجائز؟ بدعت ہے یا مستحب؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نور ہے یا بشر؟ ایک ایسی حقیقت جس کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

انتہائی آسان انداز میں لکھی گئی تحریر

"سہانی گھڑی"

ضرور مطالعہ فرمائیں

تحریر: محمد نجم مصطفائی

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com